بسم اللہ الرحمن الرحیم

آیاتِ بیّنات

علٰی عجز

منکری الاحتیاط

مؤلف
علامہ مولانا ابوالیاس امام الدین کوٹلی سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ.

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ یہ کتاب مستطاب مظہر وصواب فیہ آیات لاولی الباب مُسمّٰی بہ دَافِعُ الْوَسْوَاسِ عَنْ صُدُوْرِ النَّاسِ المعروف بہ آیاتِ بیّنات علٰی عجز منکری الاحتیاط' جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ اِن ظہر بعد الجُمعۃ کے مُنکروں کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے' بلکہ سلیمان کی سبیل نے لوگوں کو پُورا یقین دلا دیا کہ احتیاط الظہر لا جواب کتاب ہے' اور یہ بھی بتلا دیا گیا ہے کہ جو کچھ اس نے سبیل میں اپنے دلائل بیان کئے ہیں اُن کا پہلے ہی "احتیاط الظہر" میں جواب دیا گیا ہے' نیز جن باتوں کا اس نے جواب نہیں دیا اُن کی فہرست بھی دی گئی ہے' علاوہ اس کے اور جو کچھ اس میں اس کی غلط فہمی ہے اس کا بھی جواب دیا گیا ہے' اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ سبیل میں اس کی اپنی کلام نہیں' یہ اکثر اُردو رسالوں کی نقل ہے' آخر میں اِس کے پیر ومُرشد حضرت مَولانا مولوی صُوفی مہر علی شاہ گولڑوی کا فتوٰی بھی درج کیا گیا ہے،

جو مانیں اِسے تو رہیں گے سلامت ہے منکر کا رستہ سراسر ضلالت
بچایا ہزاروں کا ایمان ملّت چُھڑایا ہزاروں سے شرک وبدعت
کی ہم نے اِس دَور میں دین کی نُصرت یہ ہم نے بچھایا ہے فرشِ ہدایت
کرائی اِنہیں سیر گلزارِ سُنّت دِکھائی انہیں راہِ دین وشریعت

ابو محمد الیاس، محمد امام الدّین رضوی
خطیب جامع مسجد کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمدِ باری تعالیٰ

حمد ہزاراں باجھ شماراں اس خُداوند تائیں
جہڑا اعلم اکبر سب تھیں کُل خلقت دا سائیں
جس نے اک امیر بنایا اک فقیر سیرانی
اِکناں نُوں اوہ پیدا کردا اِکناں کردا فانی
اِکناں عِلم عطا فرماندا، اِکناں رکھدا جاہل
اکناں نُوں اوہ ذاکر کردا، رہن ہمیش اِک کاہل
اَمر معروف تے نہی مُنکر اِک کردے رہن ہمیشہ
اِک نمازاں وَلّوں روکن رات دِنے ایہ پیشہ
اکناں نُوں اوہ وارث نبیاں دے کے علم بناندا
اِک اُنہاندے دشمن بندے حسد دِلوں نہیں جاندا
ہر اک پڑھیا عالم ناہیں عالم او ہو ہوندا
دین رسُولی تے لک بھائیو جہڑا ابنہ کھلوندا
۱ اوہ نہیں عالم پیسے کارن ہر اِک دا بن جاوے
جس مذہب وِچہ جائے او ہو بندا نہ شرماوے

حاشیہ ۱ جیسا کہ کھوہی ہے جس فرقہ میں جاتا ہے اسی میں شامل ہو جاتا ہے دیکھو یہی سلیمان ہمارے پاس آیا کرتا تھا اور اپنے آپ کو پکا حنفی کہلاتا تھا اِس لئے ہماری اُس سے محبت بھی تھی، اُس کو تذکرے کی بابت کہا گیا، کہ یہ تُو نے مذہبِ حنفی کے خلاف لکھا ہے، اور رسالہ نوح الہندی دکھایا گیا اور زُبانی بھی سمجھایا گیا، پر وُہ کہنے لگا کہ اب میں

لکھ دیتا ہوں کہ جو شخص بوجہ تعدّد جُمعہ یا اختلاف فی المصر احتیاطی پڑھ لے تو نزدیک محقّقین اوّلین جائز اور کارِ خیر ہے اگر کسی کو یاد نہ ہو تو وہ ضرور ہمارے پاس آ کر اس کے خطُوط مُلاحظہ فرمائے، اور جُھوٹے پر خُدا کی لعنت کرے پس اس کا پہلے تذکرہ میں احتیاطی کی ممانعت اور اس کو بدعت کہنا اور پھر ہمیں جائز اور کارِ خیر لکھ دینا پھر سبیل صفحہ ۷ اسطر ۹ میں لکھنا کہ میں اب احتیاطی پڑھنے کو منسخ کرتا ہوں، اور نہ پڑھنے پر فتویٰ دیتا ہوں صاف اِس بات کی دلیل ہے کہ وُہ لا مذہب ہے نہ حنفی ہے نہ وہابی۔ پیسے کا عالم ہے۔

ایسا ہی ایک گاؤں کا واقعہ شاہد ہے، اور یہ قصبہ بن ماجود میں سلیمان گیا، کہ وعظ کر کے کچھ لاؤں تو عاجز پہلے ہی بسبب مُلاقات رشتہ داروں کے وہاں مَوجُود تھا، مگر سلیمان کے تو دیکھتے ہی طوطے اُڑ گئے، جب تک میں مسجد جامع یا اس کے پاس رہا تو سلیمان صاحب ہبأ منثورًا ہو جاتے جب وہاں سے میں کسی اور مسجد جامع میں جاؤں تو وہ جامع مسجد میں آ جائے کیوں کہ وہاں ہی اس نے ٹھہرنا تھا، غرضیکہ وہ نماز بھی کہیں اور جگہ پڑھ آتا، یا نہ ہی پڑھتا ہوگا، کیوں کہ میں فائدہ کے لئے آیا ہوں، یہ میری تردید ہی کریں گے بہتر ہے کہ یہ وعظ نہ فرمائیں غرضیکہ کسی نے اس کی بات نہ مانی میں نے ان کو وعظ کیا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اوصاف بیان کئے اور احتیاطی ظُہر کا ثبوُت بھی سُنایا، نیز سلیمان کے حالات سے آگاہ کیا یہ مرزائیوں کے پاس باہر مسجد سے بیٹھا رہا مرزائیوں نے کہا بھی جاؤ وعظ میں اعتراض کرو مگر اس کو ایسی جُراءت کہاں پھر انہوں نے کہہ کہا کر بھیج دیا مگر وہ وعظ میں شامل ہو کر بھی کچھ جُراءت نہ کر سکا کہ کمال کرے غرضیکہ غیر مذہب کی خُوب تردید کی گئی، جس پر وہ مرزائیوں میں شامل ہو کر اُن کو کہنے لگا کہ یہ شخص ہے غیر حنفی کو بُرا جانتا ہے، مَیں تو سب کو مسلمان اور اپنا بھائی جانتا ہوں مرزائیوں کو بھی، اور وہابیوں کو بھی یہ نہیں خبر کے ایسے آدمیوں کے

حق میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے کیا ارشاد فرمایا ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَجِدُوْا شَرَّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ذُوالْوَجْهَيْنِ الَّذِیْ يَأْتِیْ هٰؤُلَآءِ بِوَجْهٍ وَّهٰؤُلَآءِ بِوَجْهٍ (بُخاری ومُسلِم)

یعنی آپ فرماتے ہیں، کہ بہت بُرا لوگوں سے دن قیامت کے دورُخہ آدمی ہوگا وُہ جو ایک جماعت کے پاس جائے تو اُن کی باتیں کرے وُہ سمجھیں کہ ہماری طرف کا ہے دُوسری جماعت میں جائے تو اُس کی باتیں کرے اور وہ اس کو اپنا ہی سمجھیں مثل مشہور ہے دھوبی کا کُتا گھر کا نہ گھاٹ کا پس اِس نے کسی کو کچھ کسی کو کچھ بتانا شیعوں سے لیا ہے جیسا کہ وہ کسی کو کچھ کسی کو کچھ کہنے میں بہتری اور بقا سمجھتے ہیں۔ حصول کافی صفحہ ۲۷۳، ۲۷۷ مطبوعہ نولکشور جس سے شیعہ کہنا بھی اس کو بجا و دُرست ہے، ۱۲

بھید خُدادی قُدرت والا ہرگز کسے نہ پایا
کیا عالِم کیا عابد صُوفی جو دُنیا تے آیا
وچہ جہاناں مثل نہ جس دی واحِد جو کہاوے
حمد اُس دے پر رضوی عاجز کیوں کر آکھ سُناوے
لازم ہے سر سجدے اندر رب اگے جا دھرناں
رحمت اُس دے اُوپر ہردم چاہیئے تکیہ کرناں

نعت رسُولِ مقبول ﷺ

سرورِ عالَم، ختمِ نبیاں، واہ شان نرالا
ہور پیغمبر نہ جس ثانی، نہ اُنہاں صفتاں والا
لکھ لکھ رحمت بھیج ربّا تُوں اُوپر اِنہاں مدامی

ہے جس دا رب آپ محمدؐ رکھیانام گرامی
آل اَتے اَصحاباں اُوپر رضی اللہ تعالیٰ
رحم کرے رب اُس تے جو اِنہاں پچھے چلنے والا

مدح اُستاد و پیر جناب اعلیٰ حضرت صاحب

مَولانا اَحمد رِضا خان صاحب دام فیضہٗ بریلوی

واہ سچا پِیر میرا جو دَسدا راہ حقّانی
وِچہ دُنیا دے اَج کل جِس دا دِسدا ناہیں ثانی
اوہ بڑا مُحقّق ہور مُحدِّث حنفی مذہب والا
عِلم فِقہ وِچہ سب تھیں اَعلَم اَفضل شان نرالا
سُورج وانگوں وِچہ شریعت چمکے لاٹاں مارے
وِچہ طریقت چنّوں وافر دیندا چانَن سارے
پَر اوہ سُورج چام چڑکاں دُشمن نظری آوے
چَن چڑھیا بھی کیڑے پینڈے دہا کھاآ جس بہ جاوے
مَنیا عالَم نے اِنہاں عالِم عاشِق خاص نبی دا
جو کچھ چاہندا رب تھیں پاندا ایسا شان ولی دا
مکّہ اَتے مدینہ والیاں عالِماں ۲ کارَن برکت
لیاں سَنَداں کر کر منّت لے گئے سب تھیں سَبقت
ڈِگا ڈِھٹھا سائل جے کر پاس اِنہاں دے جاندا
جو کجھ چاہندا سوکجُھ پاندا اوہ رب تھیں دِلواندا

ل جانوروں کی شکل کا ہوتا ہے، اکثر چار پاؤں والے جانوروں کے زخم پر بیٹھ جاتا ہے وہاں رات کو چیونٹی (جس کو پنجابی میں کیڑی کہتے ہیں) پڑ جاتی ہیں، ایسا ہی اگر کسی کو غیر مُقلِّد دہا کھا بیٹھ جائے تو اس کو بریلی والے چاند سے بجائے روشنی کے کیڑے بن جاتے ہیں، جب تقلید کو چھوڑ کر بیمار ہو جاتے ہیں تو ان کی مرض سچے قرآن سے بھی زیادہ بڑھ جاتی ایسا ہی اعلیٰ حضرت صاحب خواہ کیسی ہی سچی روشنی والے ہیں مگر ان سے غیر مقلدوں کی مرض بڑھتی جاتی ہے۔

۲ دیکھو رسالہ (الاجازت المتینہ لعلماء مکۃ والمدینہ) جو طلب کرنے پر بریلی سے مل سکتا ہے ۱۲۔

بخشش دادریا اوہ وَگدا ڈاہڈیاں ٹھاٹھاں مارے
مَیں جہے اِس لکھاں ڈُبدے باہُوں پھڑ پھڑ تارے
ہَین کراماتاں بہت اِنہاں دیاں نہ گِن سکاں
وِچ مدرسے خرچ ا انہاں دا وجہ معاش نہ تکّاں
اعلیٰ حضرت غیر مُقلِداں دے حق سمجھو! یُوں کر
حضرت موسیٰ حق فرعونیاں غالِب آہے جیوں کر
مِثل کبُوتر اَکھیاں مِیٹن غیر مُقلّد سارے
جدوں شہباز بریلی وِچّوں کردا بول بَلارے
کی طاقت ہے غیر مُقلِّد بھانویں عالِم بھارا
بنے مناظِر گل کر سکے! نسیاں ہو چُھٹکارا
کی تعریف کرے ایہ عاجز ہمّت اتنی ناہیں
مِیٹھوں لکھیاں مُول نہ ہرگز ہوندی ختم کدائیں
مَنگاں نِت دُعائیں یا رب سائیں مُرشد میرا

رہے ہمیشہ زندہ اوہ جس وِچہ بریلی ڈیرا
رہو ہمیش امام الدّینا توُں خادم اس ولی دا
مُتاں طفیل اِنہاں رب بخشےٗ سُنّی رہے عقیدا

لے مدرسہ میں تین چار عالم بے مثل تنخواہ پر رکھے ہوئے ہیں، اور قریباً پانچ سو طالِب علم پڑھتے ہیں، اُن کی خوراک و پارچات کا وہیں سے کام چلتا ہے، دُوسری انجمنوں کی طرح کوئی چندہ وغیرہ بھی نہیں ہوتا بلکہ کوئی مسافر آپ کے پاس مُلاقات کے لئے آپہنچے تو اپنے پاس سے بحسبِ منشا اُسے زادِ رِہ دیتے ہیں، ناحق اس مجہول نے اعلیٰ حضرت پر تُہمت لگائی کہ وُہ سندیں بیچتے ہیں اور مجھے لکھا کہ یہ وہاں پڑھنے نہیں گیا، اس کے گُمان میں سب نادر شاہ ہی ہیں، اس کے جواب میں آیت کلام اللہ ہی سے سُنا دیتا ہوں، لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ.

اَمّابَعْد: فقیر حقیر کثیر التقصیر امام الدِّین عفا اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتا ہے کہ مَیں نے رسالہ مسمّٰی بہ احتیاط الطہر جواب تذکرۃ الاحتیاط مُصَنّفہ کھوگوی لکھا، جس میں تذکرہ کے تمام دلائل کو بِاَحْسَن وُجُوہ توڑ دیا گیا ہے، اور اس کے ہر ایک سُوال اور ہر ایک اِعتراض کا جواب دیا گیا ہے، جہاں اس نے بغیر تقلید کے کام لیا وہاں پھر اس کو اسی کی طرز پر بغیر تقلید کے ہی جواب دیا گیا اور جہاں اس نے تقلید سے کام لیا تھا وہاں اس کو تقلیداً ہی جواب دیا گیا۔

اور مَیں نے یہ پہلے ہی احتیاط الطہر کے ٹائٹل صفحہ۲ میں عرض کر دیا تھا کہ مُعترض کو یہ ہرگز حق نہ ہوگا کہ مُحقّقانہ تقریر سے مُقلّدانہ تقریر پر اعتراض کرے، کیوں کہ یہ دونوں پہلو الگ الگ ہیں، مقلدانہ تقریر کا تو یہ مطلب ہوا ہے کہ مُقلِّد کے لئے قولِ امام ہی دلیل ہوتا ہے، یہ بات سلیمان بھی سبیل صفحہ ۱۵ میں لکھا چُکا ہے۔

اور مُحقّقانہ تقریر کا یہ مطلب ہے کہ تقلید چھوڑنے والا سوائے قرآن و حدیث

کے کسی دوسرے کا قول ہرگز نہیں مانتا، جیسا کہ خود سلیمان نے سبیل صفحہ ۵۷ میں یہی اپنا

عقیدہ ظاہر کردیا، قول اس کا یہ ہے۔

نال یقین ایہ جانی جے کر عالم دُنیا والے
بھانویں کتنا زور لگاوَن باجھ حدیث حوالے
قول انہاں دا وِچہ شریعت، ہرگز حُجّت ناہیں
تیری گل بھی باجھ دلیلوں نا مندا مَیں تائیں

غیر مقلدوں کا یہی عقیدہ ہے، ناگی خود اپنی زینت صفحہ ۸۷ میں لکھتا ہے۔

جس دا حکم نہ رب نبی تھیں بِدعت ہے اوہ بھائی
بھانویں وانگ شریعت اس دے تا بھی ہے گُمراہی

حالانکہ اس نے بعد الجمعہ کی ممانعت میں کتاب لکھی، تو اس میں نہ کوئی آیت

نہ حدیث ایسی لکھی جس سے ثابت ہو کہ جُمعہ پڑھو تو تمہارے ذمّہ سے ظُہر ساقط ہوگئی

جُمعہ ہی ظُہر ہے، یا جُمعہ پڑھ کر ظُہر نہ پڑھو، یا ظہر جُمعہ کا بدل ہے تو پھر یہ کیوں کر اسی کے

نزدیک ظہر کو ہی جُمعہ کہنا اور جُمعہ پڑھنے سے ظہر ساقط سمجھ لینا بِدعت اور گُمراہی نہ ہوگا

کاغذ سیاہ کرنے کے لئے وہ آیتیں لکھیں جن کا اصل مسئلہ میں کوئی تعلّق نہیں ہے کیوں

نہ ہو، اِن لوگوں کا یہی وطیرہ ہوا کرتا ہے، اصل مسئلہ سے رُوگردانی کر کے اور کا اور ہی

کہہ دینا اس لئے مَیں ناگی کو مُخاطب نہیں کرتا کیوں کہ جاہل ہے۔

بر مرد ناداں نہ ریزم عُلُوم　　کہ ضائع کنم تخم در شورہ بوم
چو در وے نگیرد عدو دانم　　برنجد بجان و بر نخل بوم

جس وقت لاجواب ہوتا ہے تو غُصّہ سے جو کچھ آتا ہے لکھ مارتا ہے، تو پھر

اِسے اپنے دِین ایمان کی بھی خبر نہیں رہتی۔

چو لشکر بروں تاخت خشم از کمین　　نہ انصاف ماند نہ تقوی نہ دیں

پس باوجود ٹائٹل پر ظاہر کر دینے کے پھر بھی اِس کا اِتنی عبارت اُردو کا نہ سمجھنا اِس کے عالِم ہونے کے لئے کافی دلیل ہے نیز اِس سے اس کے خُفیہ ناصروں کی علمیت بھی ظاہر ہو گئی، یہی برائت نہیں بلکہ ان کے رسالوں نے ہمارے رسالہ احتیاط الظہر کی صداقت روزِ روشن کے طرح دِکھادی جو اہلِ علم پر مخفی نہیں ہے۔

اگر یہ اب نہ لکھتے تو بھی لوگوں کو گُمان رہتا کہ یہ جواب لکھتے تو اچھا لکھتے: پس اِن کے جواب لکھنے سے ثابت ہو گیا کہ کھوگوی اور اِس کے ناصِرین کے پاس رسالہ احتیاط الظہر کا جواب نہیں ہے۔

کِتاب کے جواب لکھنے سے تو عاجز آ گئے، عوض جواب کے گالیاں فُحش لکھ دیں مثل مشہور ہے تنگ آمد بجنگ آمد، جو کچھ ان کے پاس تھا، وہ انہوں نے ظاہر کر دیا كُلُّ اَنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَافِيْهِ۔

لائق تو یہی تھا کہ جو کچھ اس نے لکھا ہے عِوض اُس کے اس کی اور اس کے ناصرین کی قلعی کھولی جاتی باوجودیکہ ان کی اور ان کے خُفیہ ناصروں کی سوانح عُمریاں بھی ہمیں یاد ہیں، مگر پھر بھی ہم صبر سے کام لیتے ہیں اور خُداوند تعالیٰ سے اِلتجا کرتے ہیں کہ خُداوند تعالیٰ اِن کو اپنے کئے کا بدلہ جلدی دنیا پر ہی عطا فرما جو کہ انہوں نے ہم پر ظلم کیا ناحق بُرا بھلا کہا آمین، ثم، آمین۔

ہمارا اِن کو جاہل یا بے عمل کہنا بیجا نہ تھا بلکہ جہالت اس کی ثابت کر دی گئی مگر اس کا ہمیں بیہودہ لکھنا یہ محض عداوت ہی عداوت ہے اور بس اگر یہ جائز طَور پر لکھتا تو اس کو لازم تھا کہ جو کچھ ہم نے لکھا تھا اس کو غلط ثابت کرتا اور جو دلائل پیش کئے گئے تھے ان کا عالِمانہ جواب دیتا مگر یہ اس سے کب ہو سکتا تھا۔

شیرانِ حق کے سامنے روباہ بے ثبات
میدان معرکہ میں رکھے کیا لیک کے پاؤں

اور وہ جواب بھی کیسے لکھ سکتا تھا جبکہ وہ صریح مذہب حنفیہ کے خلاف اچل
ہے۔ صرف بُرا بھلا کہہ کر اپنا اور اپنے بھائی غیر مُقلِد کا دل خُوش کر لیا، کیا یہ علمیت
ہرگز ہرگز نہیں۔

1 علماء کو اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت حوّا آدم علیہ الصّلاۃ والسّلام کی بائیں
سے پیدا ہوئی تھیں، کمافی تفسیر الکبیر عن ابن عباس وابن مسعود ونا
من الصحابه:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَمَّا اَخْرَجَ اِبْلِیْسَ مِنَ الْجَنَّۃِ وَاَسْکَنَ آدَمَ الْجَ
فَبَقِیَ فِیْهَا وَحْدَهٗ وَمَا کَانَ مَعَهٗ مَنْ یَّتَاَنَّسُ بِهٖ فَاَلْقَی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ النَّوْمَ
اَخَذَ ضِلْعًا مِنْ اَضْلَاعِهٖ مِنْ شِقِّهِ الْاَیْسَرِ وَوَضَعَ مَکَانَهٗ لَحْمًا وَخَلَقَ حَوَ
مِنْهُ فَلَمَّا اسْتَیْقَظَ وَجَدَ عِنْدَ رَاْسِهٖ امْرَاَۃً قَاعِدَۃً...... جزء ثالث جلد ثانی صفحہ ۲

مفہوم اس کا یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو جنّت سے نکالا اور آدم ع
الصّلاۃ والسّلام کو جنّت میں ٹھہرایا تو آپ اس میں تنہا رہے اور آپ کے ساتھ کوئی نہ
تھا جس سے آپ اُنس حاصل کرتے تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر نیند طاری کی پھر آپ
دائیں پسلیوں سے ایک پسلی لی اس کی جگہ گوشت رکھا اور اس پسلی سے سیّدہ حواء کو
کیا پھر جب آپ بیدار ہوئے تو آپ نے اپنے پاس عورت کو بیٹھا ہوا پایا......
مختلف الفاظ کے ساتھ تفسیر بغوی جلد اوّل صفحہ ٦٢۔

اس سے بھی یہ منکر ہو رہا ہے، حواء کا باپ سمجھ کر نہیں مانتا اور بھائی کا ا
ہمشیرہ سے نکاح کرنا مانتا ہوگا کہتا ہوگا کہ بھائی بہن کا نکاح جائز نہیں۔

تقریظ تفسیر یوسف پر لکھنے کا بھی جُھوٹ الزام لگا دیا اگر تقریظ لکھی ہوئی
مُسوّدہ میں دکھا دو! ورنہ لعنت الله علی الکاذبین پڑھو!

اور جو تو شعروں کی غلطی لکھی ہے گو نزدیک شاعروں کے صحیح نہ ہو مگر تمہار

سے ضرور اچھے ہیں اُصل مضمون جبکہ صحیح ہو تو وہ کیوں کر نہ صحیح ہوگا، اور ایسے شعر جن سے ایمان کا نُقصان ہووُہ عندالمؤمنین کیوں نہ مَردُود ہوں گے۔ اور تم سے محمد دین اچھے شعر کہتا ہے تُم کبھی نہ مانو گے ...... وہ والے ہیں وہ جانتے ہیں کہ علم اور شئے ہے اور شعر گوئی اور شئے۔

ہم زُبان درازی ودَست اندازی سب کچھ کر سکتے ہیں مگر تاہم ہم صبر سے کام لیتے ہیں جو حُضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی سُنّت ہے، آپ کو بھی مُخالِفوں نے طرح طرح کی ایذائیں پہنچائیں جبکہ تکلیفیں حد کو پہنچیں تو آپ طائف میں چلے گئے وہاں کے رئیسوں نے لڑکوں اور شہدوں کو سِکھلا کر آپ کی بے ادبیاں کرائیں (جس طرح غیر مقلدوں نے سلیمان کو سِکھلا کر بلکہ چندہ جمع کر کے دیا) ہمارے حق میں وُہ باتیں لکھوائیں جو ہمیں ناگوار گزُریں) پتھروں سے حضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ایڑیاں زخمی کر ڈالیں، مگر تاہم آپ صبر سے ہی کام لیتے رہے اسی واسطے ہم بھی صبر کرتے ہیں کیوں کہ ان کا تکلیف دینا کوئی نئی بات نہیں۔

جیسا کہ اِبتداء میں اِسلام غریب تھا ویسا ہی اب بھی غریب ہو رہا ہے، جہاں دیکھو مُقلِّدین کمزور ہی کمزور نظر آئیں گے، مالی قوّت اکثر اِن میں کم ہی کم دیکھی جاتی ہے، مُخالِف زبردست نظر آتے ہیں، مقلدین کے لئے یہ بھی ایک صداقت کی دلیل ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: بَدَءَ الْإِسْلَامُ غَرِیْبًا وَّسَیَعُوْدُ کَمَا بَدَءَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ، رواہ مسلم۔

یعنی حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اسلام غریب ہی شروع ہوا اور قریب ہے کہ ایسا ہی پھر ہو جائے گا، یعنی آخر میں غریب ہی ہو جائے گا، پس خُوش وقتی ہے واسطے غریبوں کے۔

پس ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے حنفی لوگ جن کو کچھ مالی قوّت بھی ہے اُن کے دل بھی کمزور ہی ہیں ہمیں تجربہ ہے کہ جب تک آدمی حنفی المذہب رہتا ہے تب تک وہ کمزور کم دل ڈرنے والا ہی رہتا ہے، اگر وہ کسی بدمذہب کے کہنے سے تقلید چھوڑ کر اسلام سے نکل جاتا ہے، تو پھر وہی ایسا ہوشیار اور جھگڑالو ہو جاتا ہے کہ خُدایا پناہ، خواہ کیسا ہی کم دل ہو جنگ وجدل ومُقدّمہ پر تیار ہو جاتا ہے بلکہ جان دینے کو تیار ہو جاتا ہے ایسا ہی کیوں ہوتا ہے۔ اس لئے کے اسلام غریب تھا، جبکہ اس سے نکل گیا تو پھر وہی شخص ایسا دلاور ہو جاتا ہے کہ گویا حاکم وقت کا یہی ہے، پھر وہ طرح طرح کے مقلدین کو طعنے اور مسخریاں کرتا ہے جیسا کہ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت بھی مخالف کیا کرتے تھے، دیکھو تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۷۰۸ بزیر آیۃ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا......الخ۔

پس اصل مطلب یہ ہے کہ سلیمان اور اس کے معاونین کے پاس رسالہ احتیاط الظہر کا جواب نہیں ہے اگر کوئی کہے کہ سبیل النجات اِس کا جواب ہے تو بڑی خوشی سے میرے پاس آوے میں اس کے آگے احتیاط الظہر کا مضمون پیش کرتا جاؤں گا، وہ مجھے سبیل النجاۃ سے جواب دیکھاتا جاوے، جس نے میرا رسالہ احتیاط الظہر بخوبی دیکھا ہے وہ کبھی باور نہیں کرسکتا، کہ سبیل اس کا جواب ہے، اسی واسطے میں نے اس کے مستقل جواب دینے کیخلاف توجہ نہیں کی کیوں کہ ان باتوں کا جواب احتیاط الظہر میں موجود ہے جب تک وہ میری کتاب کا پورے طور پر جواب نہ دے میں ہرگز اس کی لغویات کا جواب نہ دوں گا، ہاں اگر جواب ہے تو میں اِنشاء اللہ نظم میں ہی اس کا عُمدہ جواب دینے کو تیار ہوں یہ تو چند حُروف بطور اشتہار لکھے گئے ہیں تا کہ لوگوں کو مَعلوم ہو کہ منکرین احتیاط الظہر جواب دینے سے عاجز ہیں۔

میں حافظ سُلطان سے پُوچھتا ہوں کہ کتاب تو میں نے لکھی تھی اگر غصّہ آیا تھا

تو مجھے کہنا تھا مولانا محمد شریف کا کیا قصور، مولانا محمد عبداللہ کو کیا الزام؟ کیا آپ کے پاس عدمِ جوازِ ظہر بعد الجمعہ کا یہی ثبوت ہے کہ منہ بھر کر گالیاں فحش لکھ ماریں' مجھے یہ جواب دو!

کہ مولانا محمد شریف و مولانا عبداللہ کا کیا قصور ان کو برا بھلا کیوں کہا اگر کہو کہ ان کا رسالہ ہے تو اس پر بھی یہی سوال کہ مجھے برا کیوں کہا اگر تقریظوں سے لکھا گیا ہے تو آپ نے اس کے رسالہ سبیل پر تقریظ لکھی تو میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ رسالہ سبیل سب آپ کی طرف سے ہے تو آپ کو میں نے کچھ نہیں کہا آپ نے ہمیں کیوں گالیاں دیں بہرحال آیت لھا ما کسبت کے خلاف ہے یہ سب کارروائیاں اس پر دال ہیں کہ ان لوگوں کو مولانا محمد شریف و مولانا محمد عبداللہ کا بہت بڑا حسد ہے اس میں وہ رات دن جل رہے ہیں کیا اس بات میں ان کا مرتبہ گھٹ جائے گا۔

اگر حاسد نہیں ہے معتقد ان کا تو کیا ڈر ہے
ہوا بے سجدہ ابلیس تو کیا نقصان آدم کا

ان کے دل میں یہی خیال ہے کہ کسی طرح ان کے مرتبہ میں فرق آئے مگر خدا جن کو عزت دے ان کو کون ذلت دے سکتا ہے؟

شور بختاں بآرزو خواہند مقبلاں را زوالِ نعمت و جاہ
گر نہ بیند بروز شپر چشم آفتاب را چہ گناہ؟
راست خواہی ہزار چشم چناں کور بہتر نہ آفتاب سیاہ

یہ طوفان باندھنا کہ احتیاط الظہر مولوی محمد شریف صاحب کی تصنیف ہے جو نہ مانے وہ مطبع میں سے دیکھے' میں اس کے جواب میں قرآن شریف کی آیت پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ.

پس کرتے ہیں ہم جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔

مطبع کا پتہ اس لئے دیا کہ اتنی کوشش کون کرے گا، زیادہ نہیں تو لوگوں کو تردد تو ضرور ہو جائے گا کہ شاید سچ ہو منصف مزاج معتقد اس کا ہو یا اور کوئی مطبع میں میرے ساتھ چلے میں اسے مسوّدہ دکھاتا ہوں وہ میرا تصنیف شدہ نہ ہو یا میرا خط نہ ہو جو چاہیں کہیں اگر ایسا نہ ہو جیسا کہ کھوگوی نے لکھا ہے تو اس آیت کو گھر تک پڑھتے چلے آئیں فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ...... اور مطبع کا حساب وغیرہ لکھ کر کرنا ان کے ذمہ لگا دیا تو مہرالدین واعظ اکبرآبادی کے ذمہ کیوں نہ لگا دیا کیوں کہ کاتب اس کا وہی ہے نیز چوہدری صاحب کے ذمہ کیوں نہ لگا دیا کیوں کہ امرتسر سے ان کے ذریعہ سے طبع ہوئی، بہرحال یہ مولانا کو بدنام کرنے کی ناپاک کوشش ہے اور بس۔

رسالہ احتیاط الظہر کی نسبت مولانا کی طرف سے یہ بات بھی روشن ہو گئی کہ رسالہ احتیاط الظہر میں علمی گفتگو ہے اسی سے جب مولانا کی طرف نسبت کرتے ہیں جب سے بعض بے وقوفوں کے اس اعتراض کی تردید بھی ہو گئی، کہ امام الدین کو علم نہیں ان کو اتنی سمجھ نہیں یہ تو بات ہی سہل ہے تجربہ سے معلوم کر سکتے ہیں میدانِ مناظرہ میں آئیں مناظرہ کے لئے حاضر ہوں بشرطیکہ مستند عالم ہو جو بھی ہو ثناءاللہ ہو یا اس کا کوئی اور بڑا ہو اس مسئلہ میں تسلّی کر لیں اگر کوئی جاہل کھڑا ہو تو اُس کی جماعت اس کا سچا جھوٹا ہونا اپنا سچا جھوٹا ہونا منظور کرے تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں، اگر ایسا نہیں کر سکتے تو گھر بیٹھے بُرا بھلا کہنا چہ معنی دارد، اہلِ عقل ایسے فعل کو کب باور کر سکتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اس کے اُستاد ناگی کے خرافات کی طرف ہم خیال نہیں کرتے وہ بھی اس کی طرح بجائے جواب دینے کے گالیاں فحش اور سٹھیاں بنا کر شائع کر دیتا ہے اس نے بھی اس کے رسالوں سے خرافات لکھے ہیں بعینہ یہی ٹوکیں اور سٹھیاں زینت ناگی میں مُوجود ہیں جو اِس کا ماخذ ہے اگر اور نہ ہو تو اسے دیکھو۔

اگر کسی مسئلہ کا ذکر کیا ہے تو حیدر اللہ جلالپوری کے رسالہ الامام الاعظم سے لیا ہے غلط بیانی اور بے قاعدگی سیکھی ہے تو نادر شاہ سے جیسا کہ وُہ مناظرہ کے وقت اُدھر جھا نکتا تھا جو قواعدِ مناظرہ سے بعید ہے شمس العلماء مرحوم کا امتحانًا بسم اللہ کے معنی پُوچھنا بے جا نہ تھا دُرست تھا کیوں کہ مناظرہ میں مماثلت ضروری ہے دیکھو رشیدیہ صفحہ ۶۔

يَنبَغِيُ اَنْ يَّكُوْنَ الْمُنَاظِرَانِ مُمَاثِلَيْنِ بِاَنْ لَّايَكُوْنَ اَحَدُهُمَافِيُ غَايَةِ الْعُلُوِّوَالْكَمَالِ وَالْآخَرُ فِيُ نِهَايَةِالدِّنَائَةِوَالنُّقْصَانِ۔

اِسواسطے شمس العلماء کو ضروری ہوا کہ دیکھا جائے کہ اِس کو علم ہے یا نہیں مُماثلت رکھتا ہے یا نہیں،

ذالك الطلب جائز الامتحان المقصود منه اظهارا للصواب ۔

پس نادر شاہ کا اس بات سے بھاگنا صاف اِس بات پر دال ہے کہ نادر شاہ بے علم ہے اس کے بے علم ہونے کے لئے یہی بات اس کی کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ حنفی ہیں کافی ثبوت دیتی ہے، اگر شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ حنفی تھے تو کیوں نہ کہیں لکھا ہوا دکھایا جبکہ حیدر شاہ نے کہا تھا کہ بتاؤ شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کا حنفی ہونا کہاں لکھا ہے؟

پھر حیدر اللہ کا نادر شاہ کو یہ کہنا کہ اچھا اگر شیخ صاحب کا حنفی ہونا نہیں دکھا سکتا تو کہو کہ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے اگر غلط نہیں تسلیم کرتا تو ثبوت دکھاؤ!

اس کا اعتراض اور یہ کہنا کہ مسئلہ احتیاطی شروع کرو صاف اس کی لاعلمی پر دال ہے اس بحث کا مفصّل ذِکر اشتہار احتیاط الظہر میں لکھا گیا ہے جو طلب کرنے سے بندہ سے مل سکتا ہے، وہاں دیکھو!

حیدر اللہ کو تو میں اس وقت مُخاطب نہیں کرتا تُم سے ہی پُوچھتا ہوں کہ تُو نے اس کا رسالہ عمُومًا نظم کر کے اپنی شیخی جتلائی کہ میں اتنی جلدی جواب بنایا، پھر اسی کی توہین کی

یہ لکھا کہ بحث میں چوں کہ چشتی مناظر کے پاس تھا اس لئے حیدر اللہ بھی کچھ نہ کر سکا پر طرّہ یہ ہے کہ رسالہ کی تمام نقل کی اور لکھا یہ کہ سُنا ہے کہ اس نے رسالہ بنایا ہے کوئی جانے کہ یہ رسالہ خود سلیمان کا بنا ہوا ہے اگر اس بات کو کوئی باور نہ کرے تو حیدر اللہ کا رسالہ منگوا کر تشفی کر لے ان دونوں کے مضمون ملا کر دیکھے اور جھوٹے پر سنّتِ خدا تعالیٰ ادا کرے (لعنت) کرے!

اور یہ لکھنا کہ ناگی کا جواب نہیں دیا یہ بھی اس کی ہٹ دھرمی ہے اگر اسے خبر ہوتی یا انصاف ہوتا تو ایسا نہ لکھتا ملاحظہ ہو ردِ ناگی صفحہ ۷۳، ۹۴ شمس الحق مصنفہ مولوی محمد شریف کے سوالات واعتراضات ایک سو ۱۰۰ تک مولوی صاحب مذکور نے لکھ کر دکھا دیئے ہیں جن کا جواب آج تک ناگی نے نہیں دیا پھر کس منہ سے کہا جاتا ہے کہ اس کا جواب نہیں دیا ایسا ہی سلیمان شاگرد ناگی نے میری کئی باتوں کا ذکر تک نہیں کیا اور نہ جواب ہی دیا ہے جن کی فہرست میں آگے چل کر لکھتا ہوں، یہ بات پوشیدہ نہیں کہ سچ کہنا حیا والوں کا کام ہے جسے حیا نہیں وہ جیسا چاہے لکھے۔

اِذَالَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ

نہیں گر حیا تجھ کو اے بے شعور تو کر جو چاہے ہمہ شروزور
حیا شاخ ایمان نہ اس میں گماں ،بلا شاخ ایمان رہے بے نشاں
حیا مبدءَ خوف نزد مہاں نہیں بے حیا کو غمِ دوجہاں
حیا مانع شر ہے بس دمبدم نہیں گر حیا دل میں پھر کیا ہے غم

یہاں وہ باتیں درج کرتا ہوں جن کا جواب سلیمان نے نہیں دیا، ایسا ہی جب تک احتیاط الظہر کے مفصلہ ذیل سوالات واعتراضات کا جواب نہ دے میں ہر گز قلم نہ اٹھاؤں گا، یا یہی لکھ دے کہ ان کا میرے پاس جواب نہیں ہے مگر یہ بات کہاں کہ یہ لکھیں کہ میرے پاس جواب نہیں ہاں اس کے عوض گالی گلوچ یا سٹھ بنا کر طبع

کردیں تو ممکن ہے۔

اگر صد باب حکمت پیش ناداں بخواند آیدش بازیچہ در گوش

پہلے تو نے سبیل صفحہ ۸ میں لکھا کہ حلالہ بغیر نکاح کے جائز نہیں، میرا بھی یہی مذہب ہے، پھر اس کی تردید میں عبداللہ بن مسعود کا قول لکھا جس کا مطلب ہی اور ہے اس کا تو یہ مطلب ہے کہ خود اس غرض سے جو نکاح کرے کہ میں اتنے روز رکھ کر چھوڑ دوں گا اور طلاق دینے والا بھی یہ کہے کہ چار روز یا دس روز رکھ کر پھر اس کو چھوڑ دینا تو ایسے شخصوں پر لعنت ہے تو نے قرآن کو بھی پس پشت ڈال دیا حالاں کہ قرآن میں خود تصریح ہے:

لَاتَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ.

وہ عورت مطلقہ اس مرد کے لئے بعد تیسری طلاق دینے کے حلال نہیں ہے جب تک وہ عورت اس طلاق دینے والے خاوند کے علاوہ کسی سے نکاح نہ کرے۔

نیز اسی اثر کے پہلے ابن ماجہ میں حدیث ابن عمر مروی موجود جس میں یہ صریح لکھا ہوا ہے کہ جب تک دوسرا زوج اس مطلقہ سے لذت نہ اٹھالے پہلے خاوند پر وہ مطلقہ حلال نہیں۔

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فِی الرَّجُلِ تَكُوْنُ لَهُ الْمَرْءَ ةُ فَيُطَلِّقُهَا فَتَزَوَّجَهَا رَجُلٌ فَيُطَلِّقَهَا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا اَتَرْجِعُ اِلَى الْاَوَّلِ قَالَ لَاحَتّٰى يَذُوْقَ الْعُسَيْلَةَ۔

صفحات احتیاط الظہر

صفحہ:۵ قولہ: ظہر جمعہ ہے روز جمعہ دے وچہ حدیثاں آیا

اس پر سوال تھا کہ حدیث دکھاؤ ہرگز نہیں دکھا سکا۔

ازالۃ الخفاء عینی کی عبارت ضعیف بھی اسے مفید نہیں کیوں کہ تذکرہ میں لکھا ہے کہ جمعہ کے روز دو ہی رکعت ظہر ہے یہاں سبیل صفحہ ۱۱ میں لکھا ہے کہ جمعہ چار رکعت تھا، دو رکعت خطبہ کے قائم مقام ہوئیں ناظرین خود اندازہ کر لیں کہ سلیمان کی پیش کردہ دلیل سے اس کی تردید ہے یا نہیں سبیل کی عبارت مذکور سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جو نصف خطبہ کو پالے گویا نصف اس سے ترک ہو گیا ہو وہ ایک رکعت اکیلا اٹھ کر پڑھے جو اجماع امت کے خلاف ہے عقلمند تو جان گئے ہوں گے کہ سلیمان کی ایک بات تو ضرور جھوٹی ہے اگر تذکرہ کی بات صحیح مانی جائے تو سبیل کی عبارت غلط اگر سبیل کی بات مانی جائے تذکرے کی بات لغو، حالاں کہ دونوں باتیں ہی غلط ہیں پہلی اس لئے کہ اگر اس روز دو ہی رکعت ظہر ہے جو ہے تو جس کو وہ نہ ملے تو چار رکعت کیوں پڑھے اس کا جواب قرآن یا صحیح حدیث سے ہو جائے نہ کی ایک بناوٹی حدیث سے کر فرض ثابت حالاں کہ اسی حدیث اذافاتہ الرکعتان کو خود دارقطنی نے ضعیف کہا ہے یاسین کی بابت ابن معین کہتا ہے کہ اس کی حدیث کچھ نہیں بخاری کہتا ہے، کہ یہ منکر الحدیث ہے اور نسائی وابن جنید فرماتے ہیں:

کہ یہ متروک ہے۔

ابن حبان فرماتے ہیں:

کہ یہ اپنے پاس سے حدیثیں بنا کر روایت کرتا ہے باوجود موضوع ثابت ہونے اس حدیث کے پھر بھی اس سے فرض خدا ثابت کیا جاتا ہے کیا اسی کو دلیل قطعی لا شبہۃ فیہ کہتے ہیں؟

نیز اگر جمع ہو کر ذکر سننا ہی جمعہ ہے (جیسا کہ تو نے سبیل صفحہ ۱۶ میں لکھا ہے جو معذورین کو معاف ہے تو اذافاتہ الرکعتان سے ظہر چار رکعت کیوں ہوئی، جمعہ تو تمہارے نزدیک کوئی نماز ہی نہیں، نیز اگر جمع ہو کر ذکر سننا ہی جمعہ ہے تو جمعہ من

ادرك مـن الـجـمـعة ركعة فليصل اليها اخرى لغوہوا، کیوں کہ ایک رکعت پانے والے سے بھی تو جمعہ فوت ہو چکا ہے وہ کیا تھا جمع ہو کر ذکر سننا تو پھر وہ کیوں نہ چار پڑھے اس کا جواب بھی ہونا چاہئے۔

نیز حدیث من فاتته الركعتان کا عمدہ جواب میری کتاب احتیاط الظہر صفحہ ۶۴ حاشیہ نمبر ۴ میں موجود ہے فانظرثم۔

(۲) صفحہ ۵ حدیث الصلاة الخمس والجمعة جس سے ثابت ہو گیا تھا کہ پانچ نمازیں علیحدہ ہیں اور جمعہ علیحدہ درمیان میں حرف عطف ہے جو مغائرت کو چاہتا ہے اس کا جواب ندارد۔

(۳) صفحہ ۵ قراءت جمعہ میں اونچی ہے ظہر میں آہستہ اگر ظہر ہی جمعہ ہے تو قرائت کا ایک حکم کیوں نہیں اس کا بھی جواب ندارد۔

(۴) صفحہ ۵ حافظ ابن حجر کا قول تلخیص میں: ان المجمعة اخلاف سائر الصلاة یعنی جمعہ تمام نمازوں کے خلاف ہے اس کا جواب ندارد۔

(۵) صفحہ ۶ میں لکھا گیا تھا کہ معذورین کو چار رکعت غیر معذورین کو دو رکعت رعایت کس کو چاہئے تھی جمعہ ظہر ہی مانی جائے تو رعایت کے خلاف ہوتا ہے، اس کا جواب نہیں ہے۔

سبیل صفحہ ۳۳ میں تمام نمازوں کو مثل جمعہ کی سمجھ کر اعتراض کرتا ہے، کہ نمازیں وغیرہ بھی شہری ہی پڑھیں، گاؤں والے نہ پڑھیں سمجھ اس کی مبالغہ سے جنون پکڑ گئی ہے کیوں کہ جمعہ اس کے لئے دوسری نمازوں کی طرح سمجھ لیا ہے حالانکہ خود لکھتا ہے سبیل صفحہ ۲۵ میں کہ جمعہ میں وقت اور خطبہ اور جماعت شرط ہے اور وہ نمازوں میں شرط نہیں ہے جس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کا اور حکم ہے صلاۃ خمسہ کا اور حکم ہے جس سے وقت اور خطبہ اور جماعت کو شرط ہونا دلائل سے مصر وغیرہ کا مل شرط ہونا حکمت ہے

بگر عقل اور علم درکار ہے۔

(۶) صفحہ ۶ و ۷ تذکرہ میں اس کا دعویٰ کیا تھا کہ جمعہ آیت کے بعد نمازیں زیادہ ہوئیں حدیث میں آیا ہے اس پر سوال کیا گیا تھا کہ حدیث دکھاؤ مگر حدیث تو دکھا نہ سکا بے سمجھی سے یہ سمجھ لیا کہ جب مکہ میں فرضیت تسلیم ہے تو میری ہی تائید ہے افسوس اس کو اردو عبارت کی بھی سمجھ نہیں آئی۔ اول میں نے تو یہ لکھا ہی نہیں کہ مکہ میں اس آیت جمعہ سے جمعہ فرض ہوا شاید اہل قرآن کی طرح اس کو وحی غیر متلو و وحی خفی کا انکار ہو سمجھ بیٹھا ہے کہ قرآن سے ہی فرض ثابت ہوتا ہے حدیث سے نہیں، میں اپنی کتاب احتیاط الظہر کے صفحہ ۹ میں بحوالہ تلخیص ابن سیرین سے دکھا دیا ہے مدینہ میں اسعد بن زرارہ کے جمعہ پڑھانے بعد جمعہ آیت نازل ہوئی اس کا جواب ندارد۔

(۷) صفحہ ۹ تا ۱۳ حاشیہ صفحہ ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ کا جواب ندارد۔

(۸) صفحہ ۱۲ میں حدیث لکھی تھی، جس کا یہ ارشاد ہے کہ عذر کے سوا اگر جمعہ ترک ہو جائے تو دینار یا نصف دینار چاہئے صدقہ کیا جائے (اگر عذر سے ترک ہو تو صدقہ کا حکم بھی نہیں) اس حدیث کو لکھ کر یہ عرض کیا گیا تھا کہ حضرت نے ترک جمعہ میں صدقہ فرمایا، کہ صدقہ کرو یہ نہیں فرمایا کہ دو رکعت کے بدلے چار رکعت پڑھے اس کا بھی جواب ندارد۔

(۹) صفحہ ۱۶ کے حاشیہ کا جواب ندارد جس میں امام اعظم سے ثابت کیا گیا تھا کہ اہل بادیہ جمعہ کے روز ظہر پڑھے۔

(۱۰) صفحہ ۱۶ کے حاشیہ میں امام محمد سے لکھا گیا تھا کہ جن پر بسبب نہ ہونے شہر کے جمعہ فرض نہیں وہ جماعت سے ظہر پڑھیں، جواب ندارد۔

(۱۱) صفحہ ۱۶ کے حاشیہ میں امام اعظم و امام ابو یوسف سے ثابت کیا گیا تھا کہ جہاں مزارعت کا فاصلہ شہر و گاؤں میں ہو تو بھی جمعہ واجب نہیں اگر چہ اذان سنیں اس کا

بھی جواب ندارد: مختلف روایات سے ثابت کرنا مدنظر ہے کہ ہر جگہ جمعہ فرض نہیں۔

(۱۲) صفحہ ۲۰ کے حاشیہ میں سوال تھا کہ کس آیت سے ثابت ہے اور آیت اذا نودی للصلوۃ سے فرضیت ثابت کرنے پر کئی اعتراض، اس کا جواب ندارد۔

(۱۳) صفحہ ۲۵ میں لکھا گیا تھا کہ، بارش، کیچڑ بیماری وغیرہ، میں جمعہ معاف پیشی معاف نہیں، ان باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا، گو عینی والے کا قول ہو یا تمہارا مجھے ان باتوں کا جواب دو، کہ موکد کون ہوا جمعہ یا ظہر۔

(۱۴) صفحہ ۳۰ میں امام صاحب سے ثابت کیا گیا تھا کہ سلطان کے اذن سوا جمعہ نہ پڑھایا جائے اس کا جواب ابوحنیفہ سے نہیں دکھا سکا۔

(۱۵) خیر القرون میں تابعیوں کا بلکہ خود حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا جمعہ اور ظہر دونوں پڑھنے کا فرمان عالیشان پیش کیا گیا تھا، اس کا بھی جواب ندارد۔

(۱۶) صفحہ ۳۲ سے صفحہ ۳۳ تک کا جواب ندارد۔

(۱۷) صفحہ ۳۴ کا جواب ندارد جس میں لکھا گیا تھا کہ معذورین ننگا یا تیمم والا وغیرہ سب کی نماز بابت شارع سے حکم وترکیب موجود ہے اگر جمعہ بھی ایسا ہے تو دکھاؤ اس کا جواب ندارد۔

(۱۸) صفحہ ۳۴ کے حاشیہ میں علامہ عبدالحی سے احتیاطی ظہر پڑھنی لکھی تھی کیوں کہ اس کو تذکرہ صفحہ ۱۰ میں مان چکا ہے اس کا جواب ندارد۔

(۱۹) صفحہ ۳۶ کے حاشیہ میں جو امام ابو یوسف سے مصر کی تعریف لکھی گئی تھی اس کا بھی جواب ندارد جس میں خود اس بات کی تردید بھی موجود ہے (لیکن علم اور عقل درکار ہے) کہ امیر سے نمبردار وغیرہ مراد نہیں کیوں کہ امیر کی صفت ہے کہ احکام شرعی کو تقویت دے پوشیدہ نہیں کہ اکثر نمبردار شریعت کے پابند نہیں ہیں بلکہ لے دے کر شریعت کے حکم کو جاری نہیں ہونے دیتے بلکہ بہت دیہاتوں میں کافر نمبردار ہیں جو

اذان نہیں کہنے دیتے پھر کیسے وہ امیر کہلا سکتے ہیں شرم نہیں آئی اردو رسالوں سے لے کر وہی باتیں جن کا عالموں نے کئی بار جواب دے دیا ہے نقل کر کے اپنا نام کر دیا کہ میں نے رسالہ بنایا ہے۔

(۲۰) صفحہ ۳۷ میں لا تقام الجمعة عندابی حنیفة الخ

یعنی ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ جہاں قاضی حدود قائم کرنے والا نہ ہو وہاں جمعہ پڑھا جائے اس کا بھی جواب ندارد۔

(۲۱) صفحہ ۳۷ میں امام ابو یوسف سے (جن کی بابت یہ تذکرہ تسلیم کر چکا ہے کہ یہ بھی حدیث دکھاتے ہیں) لکھا گیا تھا کہ وہ فرماتے ہیں کہ مصر وہ جگہ ہے جس میں ہر پیشہ موجود ہو اس میں سب چیزیں بھی موجود ہوں جس کے لوگ محتاج ہوتے ہیں معاش میں اس میں فقیہ بھی ہو جو فتویٰ دے اور قاضی بھی موجود ہو جو حدود شرعی قائم کیا کرے اس کا بھی جواب ندارد۔

(۲۲) صفحہ ۳۹ کے حاشیہ میں بحوالہ فتح القدیر، بحر الرائق و در المختار و قاضی خان لکھا گیا تھا کہ ہدایہ والی تعریف کو ترجیح ہے تو گویا ذمہ سے نہ ساقط ہونے ظہر کو ترجیح ہے مفصل احتیاط الظہر میں دیکھو اس کا بھی جواب ندارد۔

(۲۳) صفحہ ۳۹ و ۴۰ کے حاشیہ میں بحوالہ فتح القدیر وغیرہ لکھا گیا تھا کہ جب دو دلیلوں میں تضاد ہو ایک سے عبادت کرنی ثابت ہو دوسری سے نہ ہو تو وہ دلیل جس سے عبادت ہو اس پر عمل کیا جائے گا، اس کا بھی جواب ندارد۔

(۲۴) صفحہ ۴۲ حدیث لا جمعۃ ولا تشریق الخ۔

کو زندوی سے مرفوع ثابت کیا گیا تھا کہ اس کا بھی جواب ندارد۔

نیز امام ابو یوسف سے اس کو مرفوع لکھا گیا تھا جس کا جواب نہیں دے سکا، یہ جواب نہیں ہے کہ حیدر اللہ کے کہنے سے کہہ دیا کہ یہ ظاہر الروایت نے روایت

نہیں کیا، فقہ کا مسئلہ ہے کہ اتنا کہہ کر چھوڑ دیا جائے گا کہ ظاہر الروایت نہیں، یہ تو وہ حدیث بیان کرتے ہیں اس سے انکار کیا۔

(۲۵) صفحہ ۴۵ میں اس اعتراض کا بھی جواب ندارد کہ تعدد جمعہ بدعت ہے کیوں کہ تو نے خود تذکرہ میں مان لیا ہے کہ دوسواسی ۲۸۰ھ تک ایک ہی جگہ پڑھتے رہے۔

(۲۶) صفحہ ۴۶ ابی یوسف سے تعدد جمعہ کی ممانعت ثابت کی اس کا بھی جواب ندارد، جواب کے عوض مخالفت کی۔

(۲۷) صفحہ ۴۷ تلخیص سے ابن منذر کا قول لکھا تھا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ اور صدیق کے زمانے وحضرت عمر وعثمان وعلی رضی اللہ تعالی عنہما کے زمانے میں ایک جگہ ہی جمعہ پڑھتے رہے کیوں کہ جمعہ کا حکم اور نمازوں کے خلاف ہے اس کا بھی جواب ندارد۔

(۲۸) صفحہ ۴۸ بخاری ومسلم کی حدیث لکھی گئی تھی کہ جو شبہات سے بچا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچالیا، جواب ندارد۔

(۲۹) صفحہ ۴۹ میں جو نفل پڑھنے شروع کرے بعدہ توڑ دے اس کے وہ نفل فرض ہو جاتے ہیں یہ نماز بھی صلوۃ خمسہ سے زائد فرض ہوئی، اس کا بھی جواب ندارد۔

(۳۰) صفحہ ۵۰ میں سوال کیا تھا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے بروز ہفتہ ظہر پڑھی ہے یا نہیں؟ جواب ندارد۔

(۳۱) صفحہ ۵۱ کے حاشیہ کا جواب ندارد جس میں تعدد جمعہ کے عدم جواز کو ظاہر الروایت کہا گیا تھا۔

(۳۲) صفحہ ۵۴ میں لکھا گیا تھا کہ معتزلہ بادشاہ کون تھا اس کا کیا نام تھا کہاں رہتا تھا کہاں اس نے یہ کام کیا کون سی تاریخ والی کتاب ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اس نے جبراً لوگوں سے احتیاطی ظہر پڑھنی سکھائی تھی؟ جواب سے جواب۔

(۳۳) صفحہ ۵۷ میں بوقت اشتباہ فی المصر طحاوی سے ظہر پڑھنی احسن لکھا ہے اس
جواب ندارد اگر طحاوی شریف سے بوقت اشتباہ فی المصر احتیاطی کی ممانعت ثابت
کر دیں تو انعام لیں اور بوقت تعدد جمعہ جو اس نے احتیاطی منع لکھی ہے اس کا جواب
احتیاط الظہر میں دیا گیا ہے دیکھو صفحہ ۵۲ تا ۵۳ اور حاشیہ صفحہ ۵۶ تا ۵۷۔

(۳۴) صفحہ ۵۷ تذکرہ میں اس نے لکھا تھا کہ بحر الرائق والے نے ضدی لوگوں
سے کہا تھا کہ گھر احتیاطی پڑھا کرو، مسجد میں پڑھ کر لوگوں کا ایمان نہ کھوئیں نیز یہ بھی
لکھا کہ معتزلوں کے خوف سے حق بتانے کے بعد جھوٹ بتادیا تا کہ جان نہ جائے اس
کی بابت عرض کیا گیا تھا کہ ایسا کون سی کتاب میں لکھا ہے یا بحر الرائق والے نے
کہا ہو کہ میں ایسا کام اس لئے کیا ہے، اس کا جواب بھی ندارد۔

(۳۵) صفحہ ۶۳ پر میں نے لکھا تھا کہ بتاؤ امام صاحب نے کہاں لکھا ہے کہ شہر کے
سوا بھی جمعہ پڑھو گے تو بھی ظہر ساقط ہو جائے گی وغیرہ اس کا بھی جواب ندارد۔

(۳۶) صفحہ ۶۳ سلطان کا رمضان کے لئے شرط ہونا کس نے لکھا ہے، اس کا بھی
جواب نہ دارد۔

(۳۷) صفحہ ۶۴ پر حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے ثابت کیا تھا کہ جمعہ کے ر
اکیلے ظہر پڑھا کرو اس کا بھی جواب ندارد بلکہ تمام صفحہ ۶۴ کا جواب ندارد۔

(۳۸) صفحہ ۶۷ بحوالہ تفسیر احمدی لکھا گیا تھا کہ جب شرائط جمعہ مفقود ہوں تو جمعہ صحیح
نہیں ہوتا پھر نمبر ۲ میں لکھتا تھا کہ جبکہ احمدی والا کے نزدیک بقاعدہ اذا فات الشر
فات المشروط جمعہ ہی ادا نہ ہوا تو انتشار کیسا، اس کا جواب بھی ندارد۔

(۳۹) صفحہ ۶۸ کے حاشیہ میں لکھا گیا تھا کہ جب اس بات میں ہمیں شک ہوا کہ
بروز جمعہ ہم پر بوقت ظہر چھ فرض ہیں یا چار (یا اس طرح سمجھو کہ اس وقت جو خدا کا
پر فرض ہے ناقص ادا ہوا ہے یا کامل) تو بفرمان عالی شان حضور علیہ الصلاۃ والسلا

حَتّٰی یَشُکَّ فِی الزِّیَادَۃِ سے جمعہ اور ظہر دونوں پڑھے جائیں گے، اگر جمعہ پر ہی اکتفاء کیا جائے تو حَتّٰی یَشُکَّ فِی الزِّیَادَۃِ نہ ہوگا فی النقصان ہوگا' اس کا بھی جواب ندارد۔

(۴۰) صفحہ ۷۳ میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کی جو سلیمان کا مرشد ہے، تقریظ منقولہ لکھی ہوئی تھی، اس کا بھی جواب ندارد۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے دلائل واعتراضات باقی ہیں جو بوجہ طوالت یہاں ذکر نہیں کیے گئے۔

جب تک احتیاط الظہر کا مکمل جواب نہ دو گے میں ہرگز سبیل الغی کے خرافات کا جواب نہ دوں گا۔

علماء اس بات کو جانتے ہوں گے، کہ رسالہ سبیل النجاۃ جو حقیقت میں سبیل الغی ہے، رسالہ احتیاط الظہر کا جواب نہیں ہے، صرف جہلاء کو دکھلانے کے لئے ناگی کے رسالوں سے بکواس بے دلیل باتیں اور ہٹ دھرمی رسالہ الامام الاعظم مصنفہ حیدر اللہ جلالپوری سے اور خام باتیں ازالۃ الشبہۃ وتبصرہ سے لے کر نظم کر کے شائع کر دیا اگر خود کتابوں سے دیکھ کر لکھا ہوتا تو اکثر وقت خرچ ہوتا، المرء یقیس علی نفسہ پر عمل کر کے ہمیں لکھ دیا کہ انہوں نے تحفہ خیریہ مصنفہ مشتاق احمد سے لکھا ہے، اس کا جواب ہماری طرف سے فَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ ہی کافی ہے۔

سبیل الغی میں فقہ کی عبارتیں بھی اکثر وہی لکھیں، جو پہلے تذکرہ میں لکھ چکا تھا جن کا میں جواب احتیاط الظہر میں دکھا چکا ہوں، غور سے دیکھا جائے تو سبیل کا جواب پہلے ہی اس میں موجود ہے باور نہ ہو تو دیکھو سبیل صفحہ ۱۱ [1] و ۱۵ کا جواب احتیاط الظہر حاشیہ صفحہ ۱ سطر ۸ سے آخر تک موجود ہے۔

[1] سبیل صفحہ ۱۲ و ۱۳ کے حاشیہ میں جو کچھ چاہا فحش کہہ دیا حضرت انس رضی اللہ

تعالی عنہ کا فرمان کہ ہم سونے سے پہلے پڑھتے خود ان کو بھی نفس پروری سے انکاری
رکھا غلطیاں نکالنی شروع کر دیں، علم نہیں تو عقل کو بھی سلام کر دیا، پہلی غلطی یہ بتائی کہ
یبدء ون بـالـصلوۃ میں لفظ جو نہیں افسوس کہ اس کو نشان بھی نظر نہ آئے جو خود بتلاتے
ہیں کہ یہ تفسیر ہے اگر یہ بھی نظر نہ آیا تو عبارت بخلاف ما جرت بہ عادتہم فی صلوۃ الظہر
بھی نظر نہ آیا (کیسے نظر آتا جبکہ برابر نہ بینا ہوا) بتایئے ظہر میں بخلاف جمعہ نہیں تو اور کیا
ہے دوسری بات کا یہ جواب ہے کہ شارح نے جو المعنی سے بیان کیا ہے وہ کس کے قول
کو بیان کر رہا ہے، پتہ نہیں وہ انس رضی اللہ تعالی عنہ کے قول کو ہی بتا رہا ہے کـانـو
یبدء ون الخ۔

تیسری غلطی ترجمہ کی یونہی لکھ دی تا کہ تعداد بڑھے میں نے تو یہ ثابت کیا تھا
کہ حضرت انس سونے سے پہلے جمعہ پڑھتے ظہر سونے کے بعد یہ تم مان چکے ہو فہو المراد
امام الدین عفی عنہ۔

سبیل کے دلائل مندرجہ صفحہ ۱۸ و ۲۴ و ۳۳ کا جواب احتیاط الظہر صفحہ ۴۴
سطر ۳ میں موجود ہے۔

سبیل صفحہ ۲۵ کا جواب احتیاط الظہر صفحہ ۲۵ کے حاشیہ میں دیکھو!

سبیل صفحہ ۲۶ عمدۃ القاری کی عبارت کا جواب احتیاط الظہر صفحہ ۲۸ سطر
۸ سے تا ۱۱ میں دیکھو!

سبیل صفحہ ۲۷ کا جواب احتیاط صفحہ ۳۳ مع حاشیہ ملاحظہ ہو۔

سبیل صفحہ ۳۲ کی عبارتوں کا جواب احتیاط صفحہ ۲۸ کے حاشیہ میں موجود ہے

سبیل صفحہ ۳۴ کا جواب احتیاط کے حاشیہ صفحہ ۴۴ میں دیکھو!

سبیل صفحہ ۳۵ کا جواب احتیاط صفحہ ۲۹ کے حاشیہ میں دیکھو اس میں امر
سلطان لکھا ہوا ہے جو اس میں موجود ہے اور مصر کے لئے قاضی یا امیر شرط ہے جیسا کہ

احتیاط صفحہ ۳۶ میں ذکر کیا گیا ہے اور امیر ان میں موجود ہے یہ جواب بھی اس وقت ہے جبکہ یہ روایات مندرجہ سبیل صحیح ہوں، ان شاء اللہ تعالیٰ ضعف روز روشن کی طرح مستقل جواب میں لکھا جائے گا۔

لے سبحان اللہ علم ہو تو ایسا ہی ہو، پھر سمجھ بھی ہو تو ایسی ہی ہو، تذکرہ میں لکھا کہ جمعہ آیۃ کے پہلے سب نمازیں دو دو رکعت فرض تھیں، پھر عشاء اور ظہر عصر زیادہ کی گئیں، اور جمعہ دو رکعت ہی رہا (جس سے معلوم ہوا کہ جمعہ غیر ظہر ہے) پھر لکھا کہ سات روز ظہر چار رکعت فرض ہوئی، اور بروز جمعہ ظہر دو رکعت ہی رہی جس پر دلیل طلب کی گئی، مگر جواب سے سکوت پھر لکھا کہ جمعہ نہ ملے تو پھر چار رکعتیں ظہر پڑھے وجہ نامعلوم کہ فرض تو اس روز دو رکعت تھیں تو چار کیوں پڑھے یہ نہیں کہ چار رکعت قضا ہو تو عوض اس کے آٹھ رکعت پڑھے جائیں نیز میں نے پوچھا تھا کہ وہ کون سی حدیث ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ چھ روز ظہر چار رکعت پڑھو ایک روز دو رکعت اگر کوئی ثبوت ہے تو دکھاؤ، زبانی دعوے سے کیا حاصل نیز میں نے لکھا تھا احتیاط صفحہ ۷ میں کہ سوائے فجر اور شام کے سب نمازیں زیادہ ہوئیں، اگر جمعہ ظہر ہوتا تو یہ بھی چار رکعت ہوتیں، اس کا جواب بھی ندارد۔

قول احتیاط صفحہ ۱۲ مکہ میں حضور نے باوجودیکہ فرض ہوئے جمعہ کے کیوں نہ پڑھا، اس کا جواب سلیمان نے یہ مانا جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت فرمایا، وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذن دیا ہجرت سے پہلے اور طاقت نہ تھی کہ مکہ میں جمعہ قائم فرماتے تو گویا سلیمان صاحب نے یہ مان لیا ہے کہ حکومت کفار میں جمعہ فرض نہیں اگر فرض ہوتا تو آپ ترک نہ فرماتے کہ آپ کو طاقت نہ تھی اس کی یہی وجہ ہے کہ قاضی کا حدود شرعیہ پر قادر ہونا نہ پایا جاتا تھا جو شہر کے لئے شرط ہے سلیمان کا یہ بھی خیال کہ سورۃ جمعہ مکہ میں نازل ہوئی غلط ہے کیوں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے ہم نے احتیاط الظہر صفحہ ۸ میں دکھا دیا ہے کہ مدینہ میں ہی سورۃ جمعہ نازل ہوئی ہاں
اس کے خلاف کوئی اس سے صحیح حدیث دکھاؤ جس میں یہ ثابت ہو کہ پہلے یہ سورۃ
آیت جمعہ مکہ میں نازل ہوئی پھر مدینہ میں تب مانا جاتا ہے ورنہ نہیں۔

حیدر اللہ کا کہنے کو ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمانے سے کیوں کر مقدم
سمجھا جائے رہی یہ بات کہ آیت مدنی ہے تو جمعہ مکہ میں کیوں کر فرض ہوا، تو اس کا
جواب ہے کہ یہ نہیں کہ آیت جمعہ کا مدینہ نازل ہونے سے جمعہ پہلے فرض نہ ہو کیوں ک
بہت سی آیتیں مدنی ہیں مگر حکم مکہ میں ہی شروع ہو چکا تھا چنانچہ آیت وضو بالاتفاق
مدنی ہے حالانکہ وضو مکہ میں ہی فرض ہو چکا تھا کما قال السیوطی فی الاتقان۔

فی الحال تھوڑا سا عرض کئے دیتا ہوں جواثے کا وقوع بھی تمہیں مفید نہیں
(کیوں کہ وہ شہر تھا، دیکھو عینی شرح بخاری جلد ۳ صفحہ ۲۶۳ ابو عبیدہ بکری اور شیخ ابو الحسن
سے منقول کہ جواثا شہر تھا بلکہ عینی فرماتے ہیں:

لا نسلم انها قرية بل هى مدينة كما حكينا عن البكرى وغير
حتى قيل كان يسكن فيها فوق اربعة الآف نفس۔

ہم نہیں مانتے کہ جواثا گاؤں ہے بلکہ وہ شہر ہے جیسے ہم بکری وغیرہ سے
حکایت کر چکے ہیں یہاں تک کہ کہا گیا ہے اس میں چار ہزار آدمی رہتے تھے، انتہی،
یہ نہیں کہا گیا کہ پہلے تھوڑے آدمی تھے پیچھے زیادہ ہو گئے ہاں اس تعداد سے
اور زیادہ ہو گئے ہوں تو تعجب نہیں دیکھو سیالکوٹ ہمارے دیکھنے سے کتنا بڑھ گیا ہے
ہم نہیں کہہ سکتے کہ پہلے چھوٹا سا گاؤں تھا اب بڑھنے سے شہر ہو گیا ہے نہیں نہیں وہ پہلے
بھی شہر ہی تھا بڑھنے سے بھی شہر رہا۔

فتح القدیر میں بھی جواثا کا شہر ہونا ایسا ہی لکھا ہے مبسوط میں ہے کہ جواثا شہر
ہے مجمع البحار میں ہے کہ وہ قلعہ ہے قاموس میں ہے کہ جواثا شہر ہے اور قلعہ اگر اس

مسئلہ کی زیادہ تفصیل دیکھنی ہو تو اوثق القری مصنفہ رشید احمد گنگوہی جس کو آپ بھی مانتے ہیں صفحہ ۸تا۹ ملاحظہ ہو اس کو تو تذکرہ میں خود مان چکا ہے یہ نہ ہو کہ میٹھی ہپ ہپ کڑوا کڑ وا تھو تھو ابن عمر کا قول جَمِّعُوْا حَیْثُ مَا کُنْتُم کا یہ مطلب ہے کہ جہاں تم شہر میں ہو جمعہ پڑھو کیوں کہ یہ قول علی العموم نہیں یہ بھی غیر متناول للکل ہے ایسے عام کی زیادہ تشریح درکار ہو تو دیکھو احتیاط الظہر صفحہ ۱۸ تا ۲۳ اگر یہ لفظ اپنے عموم پر ہوتا، تو خود حضرت عمر محصب میں ترک جمعہ نہ فرماتے۔

کما اخرجه ابن ابی شیبة عن الزهری ان عمر صلی بالمحصبة للجمعة ولم یجمع یعنی صلاهاظهرا،ازالة الخفاء۔

جس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک جگہ جمعہ کا حکم نہیں یہی مطلب ہوگا کہ جہاں تم شہر میں ہو جمعہ پڑھو!

کما قاله العینی فی عمدةالقاری صفحه ٢٦٥ جلد ٣ والبنایه۔

نیز تعلیق المغنی صفحہ ۱۶۶ میں لکھا ہے کہ

ان ابا هریرة کتب الی عمر رضی الله تعالی عنه یسئله عن الجمعة وهو بالبحرین فکتب الیهم ان جمعواحیث ما کنتم۔

یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت عمر سے اجازت جمعہ پڑھنے کی طلب کی جس سے معلوم ہوا کہ اذن سلطان شرط ہے ورنہ ابو ہریرہ کا سوال کرنا غیب ہوتا ہے کیوں کہ پنجگانہ نماز میں امیر سے کوئی نہیں پوچھتا جمعہ کے لئے پوچھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کے لئے اذن سلطان شرط ہے ان میں یہ مشہور ہی تھا کہ دیہاتوں میں جمعہ نہیں ہوتا، تب ہی انہوں نے پوچھا، ورنہ شہروں میں تو مامور بہ ہی تھا انہوں نے گاؤں سمجھ کر پوچھا تھا، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ اس وقت امیر تھے لشکران کے ساتھ تھا مع لشکر وہ گاؤں میں کیسے گذارہ کر سکتے تھے معلوم ہوا کہ ضرور آپ کا

نزول شہر میں ہی رہا ہوگا، سوال بھی شہر بحرین سے ہی ہے اور جواب میں بھی یہی ہوگا
کہ جہاں شہر میں ہو جمعہ پڑھ لیا کرو۔

عمر بن عبدالعزیز کا عدی کو خط لکھنا اس کی بابت جوہر النقی صفحہ ۲۲۸ میں ہے
فی سنده عبد الله ابن الولید هو العدنی ضعفه الساجی
یعنی اس کی سند میں عبداللہ بن ولید ہے اس کو ساجی نے ضعیف کہا ہے تہذ
یب التہذیب صفحہ ۷۰ جلد ۶ میں ہے:
نقل الساجی ان ابن معین ضعفه
اور ازدری نے یهم فی احادیث لکھا ہے۔
ابوحاتم نے اس کو لا یحتج به فرمایا ہے۔
علاوہ اس کے جوہر النقی میں ہے:
انه کتاب وان رایه لیس بحجة۔
یعنی یہ کتاب ہے اس کا رائے حجت نہیں اس طرح ہے۔
عینی شرح بخاری صفحہ ۲۶۵ میں۔
نیز اس میں جعفر بن برقان راوی ہے جس کو ابن خزیمہ لا یحتج به کہتا
دیکھو میزان الاعتدال۔

دوسرا ابن عمر کا فتوی بھی ہمیں مفید ہے نہ آپ کو کیوں کہ اس میں بھی ا
شرط لکھا ہوا ہے پس ایسے وقت کل موضع لہ امیروں والی تعریف صادق ہوگی فہو الم
ہاں آپ کو قریہ ا لفظ نے دھوکا دیا ہوگا، مولانا قریہ کا اطلاق شہروں پر ہوا کرتا
دیکھو قرآن سورہ نمل، حشر، زخرف ان میں قریہ کا اطلاق شہروں پر ہوا ہے۔

ا ایسا ہی اس کو حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کی بابت دھوکہ لگ گیا ہے
سمجھ لیا ہے کہ حضرت انس کبھی زاویہ میں جمعہ پڑھتے کبھی بصرہ میں اچھا اگر یہ مانا جا

توبتاؤ کہ یہ تکلیف کیوں اختیار کی کبھی اپنے گاؤں کبھی شہر بصرہ میں جمعہ پڑھتے یہاں تکلیف نہ ہوئی آتے جاتے بارہ میل سفر ہو جاتا ہے یحلونه وانا یحرمونه عاما، نیز اگر یہ مطلب لیا جائے تو لفظ احیانا لا یجمع۔ صادق نہیں آسکتا کیوں کہ یہاں تو ذکر ہوا کہ کبھی جمعہ پڑھتے ہی نہ تھے پھر کس طرح تمہارا کہنا صحیح ہوا جو تم کہتے ہو کہ کبھی زاویہ میں پڑھتے کبھی بصرہ میں مگر پڑھتے ضرور ترک نہ فرماتے حالانکہ لا یجمع کا صاف مطلب یہی ہے کہ کبھی جمعہ پڑھتے ہی نہ تھے میں نے تو لکھا تھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جو زاویہ میں رہتے تھے کبھی جمعہ پڑھتے کبھی نہ، جب پڑھتے تو شہر میں آتے اور پڑھتے جبکہ زاویہ میں رہتے نہ پڑھتے تم کو لفظ قصر نے دھوکا دیا ہے قصر سے مراد شہر بصرہ ہے اور کچھ مراد ہو نہیں سکتا کیوں کہ وہاں کوئی بڑے محل نہیں تھے قصر کہتے ہی عمارتوں کو ہیں۔ دیکھو جامع اللغات، رہی یہ بات کہ قصر کی اضافت ان کی طرف ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ یوں ہی اصطلاح ہے جیسا کہ شہر گجرات گوجرانوالہ لاہور سیالکوٹ وغیرہ ہی شہر ہیں مگر ہمارا شہر جب کہا جائے گا اس وقت مراد سیالکوٹ ہی ہوگا نہ کہ کھوگا نیز زاویہ خود ایک چیز کو کہتے ہیں جیسا کہ جامع اللغات میں لکھا ہے تو کیا وہ ایک گھر کے گوشہ میں جمعہ پڑھتے تھے، بہر حال یہی مطلب ہے کہ آپ کبھی بصرہ میں آتے جمعہ پڑھتے جب نہ آتے نہ پڑھتے اگر گاؤں میں فرض جمعہ ہوتا تو آپ کبھی ترک نہ فرماتے۔

سبیل صفحہ ۳۶ میں جو متروک حدیثیں پیش کی گئی ہیں ان کے ساتھ ہی جو کچھ دارقطنی میں لکھا ہوا ہے جس کو اس نے حذف کر دیا لکھا نہیں اب صرف میں وہی پیش کرتا ہوں اہل عقل خود سمجھ لیں گے کہ غلطی پر کون اور خائن کون ہے اور جو کچھ صحت ضعف کی بابت دارقطنی نے فیصلہ کیا ہے وہ بھی دکھاتا ہوں وھو ھذا۔

الجمعة واجبة علی کل قریة وان لم یکن فیها الا اربعه یعنی

بالفوائن المدائن لایصح ھذا عن الزھری -
جمعہ واجب ہے ہر قریہ پر اگر چہ نہ ہو اس میں مگر چار یعنی ایسے قریہ میں جو شہر
ہے نہیں صحیح یہ زہری سے یعنی زہری جس سے کہتا ہے کہ میں نے اس سے حدیث سنی ہے
وہ صحیح نہیں۔
اب دیکھو کہ سلیمان نے کتنی عبارت حذف کی خاص حدیث کے ساتھ ہی
فیصلہ لکھا ہوا ہے کہ قریہ سے مراد شہر ہے نہ کہ ہر چھوٹا بڑا گاؤں۔

دوسری حدیث :

الجمعة واجبة علی کل قریة فیھا امام وان لم یکونوا الا اربعة الولید بن محمد الموقری متروك ولا یصح ھذا عن الزھری کل من رواہ عنه متروك۔

خود دار قطنی میں ہی فیصلہ ہے کہ جو کچھ زہری نے امام عبداللہ الدوستیہ سے روایت کیا ہے سب متروک ہے صحیح نہیں جبکہ ان حدیثوں کا دار قطنی نے جواب دے دیا ہوا ہے تو اور جواب لکھنے کی کیا ضرورت ہے؟

نیز اس کے خلاف صحیح حدیث احتیاط صفحہ ۴۲ میں دیکھو! یہ کہنا کہ اثر علی سے یہ زیادہ ضعیف نہیں لغو ہے جیسے اس کی تصحیح مذکور ہے اس کی بھی تصحیح دکھائیں تب مانا جاتا ہے ویسا خیالی پلاؤ سے سیری کب ہو سکتی ہے؟

حیدر اللہ کی اندھی تقلید سے یہ لکھ دیا کہ یہ اثر علی ضعیف ہے اور ضعیف یہ بتایا کہ اس کی سند میں جریرہ منصور اور سعد جو ہیں وہ شیعہ تھے، بھلا تمہارے لکھنے سے یہ کیسے اثر ضعیف ہو سکتا ہے جریرہ وعبدالرزاق ومثلھم کی بابت میزان صفحہ ۲۷۰ جلد ۲ میں لکھا ہوا ہے۔
کہ اگر ان سے روایت نہ لی جائے تو دین ہی بند ہو جاتا ہے نیز خود تہذیب

التہذیب میں ان کو ثقہ لکھا ہوا ہے۔

منصور بن معتمر بھی ثقہ ہے دیکھو تقریب التہذیب صفحہ ۳۶۴ التہذیب صفحہ ۳۱۴ جلد ا، سعد بن عبیدہ بابت اپنے آیۃ لَاتَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ والی بات کی جو کچھ اس کے ساتھ ہی آگے لکھا ہوا تھا وہ نہ لکھا، مگر تمہاری جانے بلا، تم نے کاربوں کی طرح نقل کر دیا، سعد کی بابت جو کچھ ابو حاتم کا قول ہے میں عرض کرتا ہوں وہ یہ ہے۔

وقال ابو حاتم كان يرى راى الخوارج ثم تركه يكتب حديثه۔

کہا حاتم نے کہ پہلے اس کا خیال خارجیوں کی طرف تھا پھر اس نے یہ خیال چھوڑ دیا اس کی حدیث لکھی جائے گی دیکھو تہذیب التہذیب صفحہ ۴۷۸ جلد ۳۔

نیز ساتھ ہی اس کے ثقاہت بیان کی گئی ہے پس ان کی نصف عبارت لکھ کر لوگوں کو دھوکا دینا روز روشن کی طرح دکھا دیا ہے اب بھی اگر کوئی اسی کی مانی جائے تو اسی کی بدنصیبی ہے رہا یہ اعتراض کہ یہ شیعہ ہیں اس لئے معتبر نہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ان میں تشیع ہے تو بھی مضر نہیں۔

دیکھو تہذیب صفحہ ۹۴ جلد ا میں لکھا ہوا ہے:

کہ اگر شیعہ اپنے مذہب کی طرف نہ بلاتا ہو تو اس کی روایت رد نہ کی جائے گی، نیز تہذیب صفحہ ۹۷ جلد ۲ میں ابن عباس سے لکھا ہوا ہے:

وليس بين اهل الحديث من ائمتنا خلاف ان الصدوق المتقن اذا كانت فيه بدعة ولم يكن يدعو اليها والاحتجاج بخبره جائز۔

یعنی ہمارے اماموں اور اہل حدیثوں کا اس بات میں اختلاف نہیں کہ سچا تقوی والا آدمی اگر اس میں بدعت ہو تو وہ اس کی طرف بلاتا نہ ہو تو اس کی حدیث سے دلیل پکڑنی جائز ہے۔

پس آپ کا اس باعث کہ ان میں تشیع ہے ضعیف کہنا باطل ہوا ہاں مثل

بخاری کے اس اثر کی صحت ضرور ہوگی کیوں کہ بخاری میں بھی شیعہ راوی بہت ہیں،

سبیل صفحہ ۳۸ میں اِھۡبِطُوۡا مِصۡرًا سے یہ نتیجہ نکالنا کہ جہاں خربوزے و پیاز ہوں وہ شہر ہوتا ہے غلط ہے ایسا قرآن شریف میں ہرگز نہیں قرآن مجید فرقان حمید میں صرف یہ بات ہے کہ جو کچھ تم مانگتے ہو وہ شہر میں جاؤ وہاں ملے گا، نیز اتنی بڑی خلقت کا ایک چھوٹے سے گاؤں میں گزر نہیں ہوسکتا، اس لئے مصر سے چھوٹا گاؤں مراد نہیں بڑا شہر مراد ہے جہاں سے ہر چیز مل سکے، جملہ لَکُمۡ مَّا سَاَلۡتُمۡ اس پر شاہد ہے مفصل جواب پھر دیا جائے گا،

سبیل صفحہ ۳۵ تا ۴۰ کا جواب احتیاط صفحہ ۴۶ و ۵۱ و ۵۳ و ۵۴ دیکھو!

سبیل صفحہ ۴۲ کا جواب احتیاط صفحہ ۳۲ میں دیکھو!

سبیل صفحہ ۴۳ کا جواب احتیاط صفحہ ۲۸ و ۲۹ میں دیکھو!

سبیل صفحہ ۴۶ کی قطع برید عبارت کا جواب احتیاط کے حاشیہ صفحہ ۴۹ میں دیکھو!

وہاں میں نے بروز جمعہ ظہر کا پڑھنا ثابت کیا تھا یہی اس کی پیش کردہ عبارت سے ظاہر ہے، جو اس نے لکھا نہیں وہو ہذا،

یصلی الامام بالناس الظهر

یعنی امام لوگوں کو ظہر پڑھائے۔

کبھی لکھا کہ عرفات میں جمعہ پڑھنا خاصہ حضرت کا تھا،

پھر یہ بھی لکھا ہے:

کہ جمعہ کی طرح دو رکعتاں پڑھیاں خطبہ بھی پڑھا پس جمعہ ہی ہوا۔

افسوس امام صاحب، ابو یوسف، محمد، مالک، شافعی، احمد اور اسحاق وغیرہ کہیں کہ عرفات میں جمعہ نہیں اور ابن حزم کے قول مردود پر عمل کیا اس وقت نہ ابی حنیفہ نہ ابی

یوسف نہ محمد کا خیال کیا سب کو ترک کر کے ابن حزم کا قول مانا جس کو خود عینی نے ہی رد کر دیا ہے۔ دیکھو عینی ہدایہ صفحہ ۹۸۸ جلد ا خود عینی نے لکھا ہے کہ

ظہر عصر یہاں جمع کی جائیں

ویخفی الامام القراء ۃ فیھما لانھماظھر وعصر کما فی سائر الایام۔

یعنی امام آہستہ پڑھے ظہر عصر میں قرائت دوسرے دنوں کی طرح (عرفات میں) خطبہ اور دو رکعت نماز تو خود ہے کون سا دن ہوا ایسا ہی کرنے کا حکم ہے تو کیا ہفتہ اتوار میں بھی ایسا ہی مع خطبہ نماز پڑھنے سے جمعہ ہی کہو گے۔

سبیل صفحہ ۴۸ تا ۵۰ کا جواب احتیاط صفحہ ۵۲ تا ۵۳ میں دیکھو!

سبیل صفحہ ۵۲ کی عبارت کا جواب بھی وہی ہے جو احتیاط صفحہ ۲۵ و ۳۲ کے حاشیہ اول میں ہے۔

سبیل صفحہ ۵۳ کا جواب احتیاط صفحہ ۴۷ میں دیکھو!

نیز ابن مسعود والی حدیث کی بابت ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر خدا کو منظور ہوتا تو آپ کے ارادے کا وقوع ہوتا، یعنی تعدد جمعہ جائز ہوتا تو آپ اپنے ارادہ کو پورا فرماتے۔

سلیمان کے استاد نے بھی شیعوں کی طرح جیسے وہ قصہ قرطاس سے خلافت بلا فصل حضرت علی کی ثابت کرتے ہیں ویسا ہی اس نے کیا۔

سبیل صفحہ ۵۴ میں بدعت کی مذمت کا جواب احتیاط صفحہ ۵۰ میں دیکھو!

سبیل صفحہ ۵۴ میں جو ظن کی بابت لکھا گیا ہے، اس کا جواب احتیاط صفحہ ۶۸ تا ۶۹ میں دیکھو!

سبیل صفحہ ۵۵ کا جواب احتیاط صفحہ ۶۳ سطر باراں میں دیکھو۔

نیز صفحہ ۵۵ میں لکھا کہ میں بارہ رکعت نماز پڑھتا ہوں، چار جمعہ سے پہلے چھ جمعہ کے بعد اور پہلے سبیل صفحہ ۱۵ میں حدیث لکھ کر یہ ثابت کیا کہ حضور جمعہ پڑھ کر کچھ نہ پڑھتے مگر دو رکعت وہ بھی گھر جس سے ثابت ہوا کہ جمعہ کے بعد چھ رکعت پڑھ کر خود حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا بے فرمان ہوتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا تارک ہوتا ہے۔

سبیل صفحہ ۵٦ و ٦۳ کی بابت احتیاط صفحہ ۷ املا حظہ ہو، نیز حاشیہ صفحہ ٦۸ دیکھو

سبیل صفحہ ٦۲ میں حسن بن زیاد پر جرح کی اور یہ کہا کہ قنیہ کلکتہ والی میں بجائے حسن کے محسن لکھا ہے وہ تو آپ نے ضرور دیکھی ہوگی، کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ قنیہ کلکتہ میں ہی حسن کو محسن لکھ دیا گیا ہو؟ تمہارے جیسے بھی لوگ ہیں جو اصل کو بدل دیتے اور ہیں محدثوں کی تقلید سے حسن بن زیاد پر جرح کر دی جس سے تمہارا غیر مقلد ہونا بخوبی روشن ہوگیا، دشمنان امام اعظم کا پتہ نہیں انہوں نے تو خود ابوحنیفہ پر بھی زبان درازی کی ہوئی ہے اور ضعف لکھ دیا ہے دیکھو میزان الاعتدال صفحہ ۹۰ حاشیہ صفحہ ۵۳۴۔

کیا ان کے کہنے سے ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کو بھی چھوڑ دو گے، فما هو جوابكم فهو جوابنا۔

نیز حسن بن زیاد کو میزان میں وكان رئسا في الفقه لکھا ہوا ہی یعنی وہ فقہ میں سردار تھا، اگر حسن بن زیاد کی زیادہ توثیق درکار ہو تو دیکھو حدائق الحنفیہ صفحہ ۱۲۷ مطبع نولکشور۔

غرضیکہ اہل عقل بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ سبیل النبی رسالہ احتیاط الظہر کا جواب نہیں بلکہ سبیل النبی نے یہ ثابت کر دیا کہ احتیاط الظہر لاجواب کتاب ہے۔

سلیمان کی طرح ناگی نے بھی اپنے زعم میں احتیاط الظہر کا جواب لکھا، مگر اس مدعی عامل بالقرآن والحدیث نے بھی رسالہ میں ظہر بعد الجمعہ کی ممانعت میں کوئی

آیت یا حدیث نہیں لکھی جس سے غیر مقلدوں کا لاجواب ہونا بھی ثابت ہو گیا سوا
حدیث ابن عمر کے اور کچھ نہ لکھ سکا جس کا مسئلہ زیر بحث میں کوئی تعلق نہیں ہاں یہ ا
شخص کے مقابلہ میں پیش کر سکتے ہیں جو جمعہ کے بعد چار سنتوں کا قائل ہو اور اس
کم وبیش کا منکر ہو۔

یہ نہیں سنتوں کی نفی سے فرض واجب کی نفی سمجھ لینی، مگر کیا کریں یہ تو ان
پرانی عادت ہے ہر جگہ نفی جنس میں ایسا ہی دھوکا کھایا کرتے ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ یہا
صرف سنتوں کا ہی ذکر ہے، اور نہی اس کی جنسیں بھی ہوں گی اور انہیں دو رکعت کے
نفی بھی ہوگی، اور یہ نفی بھی ایک حد تک ہوگی اور وہ حد خود حدیث میں مذکور ہے، یع
حَتّٰی یَنْصَرِفَ، یعنی انصراف دو رکعت پڑھنے تک اس کے آگے لا یصلی کا ق
ہرگز شامل نہیں ہے۔

جیسا کہ حدیث لَاصَلٰوۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّافِی الْمَسْجِدِ میں فر
ہی مراد ہیں سنتیں انہیں حالانکہ یہاں بھی صلوۃ اسم جنس ہے اسی طرح وہاں بھی سنتی
ہی مراد ہونگی نہ کہ فرض واجب جیسا کہ لا صلوۃ بعد صلوۃ العصر الخ میں کل
نمازوں کی ممانعت نہیں، ویسا ہی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کل نمازوں کی
ممانعت نہیں یہ تو مخالف بھی ماننا ہوگا کہ بعد جمعہ کے جو دو رکعت آپ نے گھر پڑھیں
ہیں، وہ سنتیں ہی تھیں اسی لئے کتب حدیثوں میں اس کو نوافل میں درج کیا گیا ہے
ناگی نے خود اپنی کتاب صفحہ ۵ میں حدیث ابن عمر میں ان دو رکعتوں کو سنتیں ہی لکھا ہے
نیز حضور کا دستور فرائض کے سوا گھر نماز پڑھنا نوافل پر شاہد ہے۔

پس اس تقریر سے ثابت ہوا کہ جمعہ کے بعد آپ دو رکعت سنت کے سوائے

لے کیوں کہ اکثر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنتیں گھر ہی پڑھتے جیسا کہ
حدیث شریف ابن عمر میں مصرح ہے۔

دوسری کوئی سنت نہ پڑھتے جس سے ثابت ہوا کہ حدیث:

اِذَاصَلّٰی اَحَدُکُمُ الْجُمُعَۃَ فَلْیُصَلِّیْ بَعْدَھَااربعا ۔ رواہ مسلم

حضور فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی جمعہ پڑھائے تو اسے چاہئے کہ اس کے بعد چار رکعت پڑھے!

تو اسے چاہئے کہ اس کے بعد چار رکعت پڑھے، پس چار رکعت سے نماز ظہر ہی مراد ہوگی، ومن انکر فعلیہ الدلیل۔

سبیل صفحہ ۳۳ میں یہ اعتراض کہ احتیاطی نہ روا ہے نہ قضا نہ اعادہ،

اس کا جواب یہ ہے کہ ظہر بعد الجمعہ من وجہ ادا بھی ہے من وجہ قضاء بھی ہے من وجہ اعادہ بھی ہے، محققانہ تقریر پر تو یہ نماز ادا ہے کیوں کہ کسی آیت یا حدیث سے یہ ہرگز ثابت نہیں کہ جمعہ پڑھ کر ظہر نہ پڑھو یا جمعہ ہی ظہر کا بدلہ ہے اور یہ امر یقینی ہے کہ قبل جمعہ ظہر فرض تھی، اب بجز دلیل قطعی کے جو اس کو منع کرے کس طرح منع ہو سکتی ہے، جب یہ علیحدہ فرض ہوئی تو یہ پھر اپنے وقت پر ادا ہو گی، نیز میں اپنی کتاب احتیاط صفحہ ۳۰ کے حاشیہ پر حدیث مسلم سے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ حضور نے اپنی زبان درخشاں سے یہ فرمادیا ہے کہ اگر جمعہ دیر سے پڑھا جائے (یعنی جمعہ کی شرط میں اشتباہ ہو جو وقت ظہر ہے) تو تم وقت پر نماز ادا کر لیا کرو، الحمدللہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے فرمان سے ثابت ہو گیا، کہ ظہر جمعہ ادا ہے چونکہ جمعہ تنگ وقت میں پڑھا جاتا تھا، بعدہ ظہر کا وقت نہیں رہتا تھا، اس لئے اس کا پہلے ادا کرنا مامور ہوا،

نیز عند الخفا جب جمعہ کامل ادا نہ ہوا جو ظہر کو ساقط کر سکے، تو اس وجہ سے بھی ظہر ادا ہی ہوگی۔

مالا بد منہ میں ہے:

برائے نماز جمعہ وسقوط ظہر از مصلی جمعہ شش چیز شرط است۔

یکے مصر یعنی شہرے کہ دراں حاکم وقاضی باشد یا نواح مصر کہ برائے حوائج اہل مصر مہیا باشد......الخ۔

جب سقوط الظہر کے لئے چھ چیزیں شرط ہوئیں جن میں سے ایک شہر بھی ہے جو آج من وجہ منقود ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جب تک یہ چھ چیزیں یقینی کامل نہ ہوں جمعہ ظہر کو ساقط نہیں کرسکتا اگر ایک شرط میں بھی اشتباہ ہو جائے۔

یا مفقود ہی ہو جائے تو ظہر ساقط نہ ہوگی، جیسا کہ صحیح مسلم سے دکھایا گیا ہے جو صرف جمعہ کو آخر وقت پڑھنے سے ظہر کا پڑھنا مامور ہوا پس معلوم ہوا کہ آج کل بوجہ اشتباہ فی المصر جمعہ مسقط ظہر نہ ہوا اس لئے اپنے وقت پر ادا ہوگی نہ بوقت اشتباہ فی الســمــآء مثلاً خچر یا گدھے کا جوٹھا پانی ہے اس کے سوا اور پانی نہیں تو اس صورت میں صرف وضو سے ہی رفع حدث نہ ہوگا بلکہ ساتھ ہی تیمم بھی کرے گا۔

وسور الحمار والبغل مشکوبتوضأبعدتیمم (شرح وقایہ)

ایسا ہی ساتھ ادا کرنے مشکوک الجمعہ کے فرض وقتی سے بری نہ ہوگا جیسا اس کا اکیلے وضو کرنے سے حدث دور نہیں ہوتا ایسا ہی اکیلے جمعہ پڑھنے سے فرض وقتی ادا نہ ہوگا فافہم۔

اور قضا اس طرح کہ اگر جمعہ صحیح ہوگیا تو ظہر جو آخر ظہر کی نیت سے پڑھی جاتی ہے وہ اس نماز کے قائم ہو جائے گی جو سب سے پیچھے اس سے ترک ہوئی ہے جیسا کہ میں نے احتیاط صفحہ ۵۷ میں لکھا ہے۔ اور قضا بنیۃ ادا جائز ہے۔

وَلَوْ نَوٰی ظُہْرَالْوَقْتِ اَوْعَصْرَہٗ یَجُوْزُبِنَاءً عَلٰی اَنَّ الْقَضَاۃَ بِنِیَّۃِ الْاَدَاءِ وَعَکْسُہٗ مُجْمَعٌ عَلَیْہِ عِنْدَنَاالخ حاشیہ بحر الرائق ہکذا فی المنار والمحیط والکبیری

قضا کے تسلیم نہ کرنے کی یہ وجہ بیان کی کہ مصلی نام نہیں لیتا کہ میں فلاں نماز پڑھتا ہوں۔

میں کہتا ہوں کہ یہ سلیمان کی اپنی کم فہمی ہے، حاشیہ احتیاط صفحہ ۵۷ میں خود یہ لکھا ہوا موجود ہے کہ آخر ظہر کی نیت کرے پس اس نیت سے وہ مقرر ہوگی جونسی اس پر آخر ظہر ہوگی وہی مراد ہوگی اگر بالفرض نہ بھی مقرر ہو تو عدم جواز کیوں کر ثابت ہوا؟

نیز وہ شخص جس کی ایک نماز ترک ہوئی ہے اور وہ جانتا نہیں کہ کون سی نماز مجھ سے ترک ہوئی ہے تو اس کو پانچوں نمازیں پڑھنے کا جو حکم ہوا جیسا کہ میں نے احتیاط صفحہ ۱۶ میں لکھا ہے تو بتاؤ ان میں سے وہ کون سی نماز متروکہ کا نام لیتا ہے، فافہم،

اعادہ اس وجہ سے کہ تو خود مانتا ہے کہ ظہر جو ہے وہی جمعہ ہے جس سے تمہار یہ حساب ہے کہ دو نمازیں نہیں ایک ہی نماز ہے جیسا کہ تو نے تذکرہ صفحہ ۳ میں لکھا ہے پس جب ایک ہی نماز ہوئی تو اس کا ناقص ادا ہونے سے اعادہ ضروری ہوگا' کما قال الشیخ عبدالحق فی اشعۃ اللمعات تحت قولہ علیہ الصلاۃ والسلام:

اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ...... الحدیث

کہ مراد از نفی صلوۃ نفی کمال است بدلیل آنکہ در آخر ایں حدیث بروایت ابی داؤد، ترمذی ونسائی آمدہ است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود چوں تمام کردی این را تمام شد نماز تو وآنچہ نقصان کردی ازان نقصان کردی از نماز خود واین نشان وجوب سخت است کہ فصل بے آن ناقص وناتمام بود پس معلوم شد کہ امر باعادۂ نماز آں مراد ورا از برائے آن بود تا بے کراہت ونقصان واقع شود نہ بجہت آنکہ باطل معدم بود الخ ہکذا فی المرقات،

ایسا ہی جمعہ جب ناقص ادا ہوا جیسا کہ میں پہلے لکھ آیا ہوں کہ جمعہ باشرائط ادا مسقط ظہر ہے جب شرائط میں سے کوئی شرط مفقود ہو یا وہ مختلف فیہ ہو تو جمعہ ادا ناقص ہوگا تو جب ادا جمعہ ناقص ہوا تو ضروری ہوا کہ اس کا اعادہ کیا جائے۔

رہی یہ بات کہ بہیت جمعہ اعادہ کیا جائے یا نہ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس ہیئت پر اگر نقص رفع ہوسکتا ہے تو اسی طرح پڑھے ورنہ ظہر پڑھے! یہ بات یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ خواہ چار دفعہ جمعہ پڑھا جائے نقص رفع نہ ہوگا، وہ ایسا ہوگیا جیسا کسی نے خچر کے جوٹھے پانی سے چار دفع وضو کیا پس نقص جمعہ تب ہی رفع ہوگا جبکہ ظہر پڑھی جائے گی۔ فافہم ۱۲

آخری فیصلہ

حضرت جناب مولانا مولوی صوفی مہر علی شاہ صاحب گولڑہ شریف والے نے جو کچھ مسئلہ ظہر بعد الجمعہ ودیگر مسائل متنازعہ فیہ میں فیصلہ دیا ہے وہ معہ سوالات یہاں درج کرتا ہوں، تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ سلیمان اپنے پیر ومرشد کا بھی بے فرمان ہے بلکہ ان کو برا کہتا ہے، کیوں کہ وہ احتیاطی کو جائز سمجھتے ہیں نیز ندائے یارسول اللہ وتوسل انبیاء واولیاء واستعانت واستمداد انبیاء واولیاء وغیرہ وسماع موتی یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کہنا ان کو وہ جائز فرماتے ہیں اور یہ جائز رکھنے والے کو کافر ومشرک وبدعتی کے الفاظ سے یاد کرتا ہے وہ فتوی جو ایک ثالث کی طرف سے استفتاء تھا یہ ہے۔

سـوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا ومقتدانا سلمکم اللہ تعالی

منبع فیوض رحمانی مخزن اسرار یزدانی واقف رموز حقیقت ماہر اسرار شریعت السلام علیکم ورحمۃ اللہ! کے بعد التماس یہ ہے کہ کیا حضور سراپا نور کو ایک تکلیف دینا ہے اگر از راہ کرم وعنایت آپ اس تکلیف کو گوارہ فرمائیں تو عنایت خسروانہ سے بعید نہیں ہے۔

ہمارے یہاں دو اہل علم ہیں چند مسائل میں سخت اختلاف ہے ایک مولوی امام الدین صاحب حنفی قادری جو مولانا احمد رضا خان بریلوی کے سند یافتہ اور خلیفہ مجاز ہیں دوسرے مولوی سلیمان صاحب چشتی حنفی جو اپنے آپ کو جناب کا مرید ظاہر کرتے ہیں تنازعہ یہ ہے۔

(۱) (۱) تصور شیخ (۲) یارسول اللہ کہنا (۳) یا شیخ عبد القادر شیئا للہ کا پڑھنا (۴) استعانت واستمداد از اولیاء وانبیاء (۵) ذکر اللہ جو سانس کھینچنے کے ساتھ صراحۃ نقشبندیہ میں معمول ہے، ان امور خمسہ کو مولوی امام الدین صاحب جائز فرماتے ہیں، لیکن مولوی سلیمان صاحب شرک وحرام بت پرستی اور نکمی حرکت وغیرہ کہتے ہیں۔

(۲) ظہر بعد جمعہ، مولوی امام الدین بسبب اشتباہ فی المصر تعدد جمعہ حسب تحریر علامہ شامی وابن الہمام وعالمگیری وغیرہم احتیاط ظہر کا پڑھنا بعد جمعہ ضروری سمجھتے ہیں، لیکن مولوی سلیمان صاحب اس کو بدعت اور حرام اور ایجاد فرقہ معتزلہ فرماتے ہیں۔

(۳) سماع موتی مولوی امام الدین صاحب سماع موتی کے قائل ہیں اور مولوی سلیمان سخت انکار کرتے ہیں، ان مسائل کو اگر چہ جناب کی تصنیف لطیف اعلاء کلمۃ اللہ کافی ہے اور اکثر مسائل اس میں حل ہو جاتے ہیں لیکن ہمارے احباب کا منشا یہ ہے کہ مختصر طور پر حضرت اقدس ان امور مستفسرہ کی نسبت اس عریضہ کے جواب میں اپنی مبارک رائے ظاہر فرمادیں کیوں کہ ہم نے اس اختلاف کو رفع کرنے کے لئے جناب کو حکم مقرر کیا ہے جناب کا فیصلہ انشاء اللہ سب کو منظور ہوگا، بہتر تو یہ ہے کہ ہر ایک مسئلہ کا علیحدہ جواب ہو اگر اس قدر آپ تکلیف گوارہ نہ فرماسکیں تو امور مستفسرہ کی نسبت ایک ہی جواز یا عدم جواز تحریر فرما کر خاکسار کو مزید مسنون فرمائیں گے، والسلام!

۱۷ جمادی اولی ۱۳۳۲ھ

جـــــــــواب

(نقل مطابق اصل)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ا) مولوی امام الدین صاحب کا قول مطابق عقیدہ صوفیہ کرام علیہم الرضوان ہے، اور میری رائے بھی یہی ہے، مگر فرق بین ہے امور ذیل میں، ذکر الٰہی حسب ہدایت کتب سماویہ موجب قربِ الٰہی سمجھا گیا ہے اور انبیاء اور اولیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا معمول چلا آیا ہے، بخلاف دعوات باقیہ کہ وہ احیانا شوقیہ طور پر یا علی سبیل التوسل والاستمداد فی حصول موجبات القرب وغیرہ جائز سمجھے گئے ہیں والسلام۔

مہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

۲) اس ملک میں ظہر بعد الجمعہ ضرور پڑھنی چاہئے اور جو کچھ حضرت مولانا مولوی امام الدین صاحب نے تحریر فرمایا ہے صحیح اور درست ہے۔

خاکسار سید نور اللہ شاہ سیالکوٹی

۳) احتیاط الظہر بوقت اشتباہ فی المصر ضروری ہے، میاں سلیمان کا رسالہ مطابق مذہب حنفی کے نہیں ہے بلکہ اس سے غیر مقلدیت مترشح ہے۔

الفقیر السید فتح علی شاہ نقوی حنفی قادری رضوی

من مقام کھروٹہ من مضافات شہر سیالکوٹ

بقلم خود سید فتح علی شاہ صاحب

تقریظ

مولانا مولوی محمد شریف صاحب کوٹلی لوہاراں

(۱) سلیمان کھوگوی نے اپنے رسالہ میں ہر ایک مبحث کو برخلاف مذہب حنفیہ طے کیا ہے، اس پر تعجب ہے کہ اپنے آپ کو مقلد حنفی لکھتا ہے۔

(۲) نماز جمعہ کو ہر جگہ فرض کہتا ہے یہ بھی مذہب حنفی کے برخلاف ہے۔

(۳) شرط مصر و سلطان کو ایجاد روافض لکھتا ہے جو سراسر حنفی مذہب کے مخالف ہے۔

(۴) حدیث لا جمعة ولا تشریق کو ضعیف سمجھ کر اعتراض کرتا ہے جو سراسر حنفی مذحب کے برخلاف ہے۔

(۵) امیر و قاضی جو مصر کی تعریف ظاہر الروایۃ میں ملحوظ ہے اس سے چوکیدار اور نمبردار مراد لیتا ہے جو سراسر مذہب حنفی کے خلاف ہے۔

(۶) بوقت اشتباہ فی المصر احتیاط الظہر منع لکھتا ہے، جو مذہب حنفی کے خلاف ہے۔اس لئے اس کی کتاب اس قابل نہیں کہ اس کا جواب لکھنے میں وقت ضائع کیا جائے اسی لئے آج تک جواب میں تاخیر کی گئی، مگر احباب کے مجبور کرنے کے سبب برادرم مولوی امام الدین صاحب نے اس کے اغلاط ظاہر کرنے کے لئے چند اوراق لکھے ہیں، جن کے مطالعہ سے ہر منصف مزاج کو سلیمان کی حنفیت روشن ہو جائے گی اور معلوم ہو جائے گا کہ اس کو وہ کتاب رسالہ احتیاط الظہر کا مکمل جواب نہیں، واللہ اعلم بالصواب۔

ابو یوسف محمد شریف عفا اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ مسمّٰی آیات بینات اول سے آخر تک دیکھا فاضل مصنف نے بہ کمال تحقیق اور تدقیق ان شبہات کو جو مولف سبیل النجات نے تحریر کئے ہیں، رفع کیا ہے اور ظہر بعد الجمعہ کو مطابق مذہب حنفیہ باحسن وجہ ثابت کیا ہے۔

جزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین

ابومحمود محمد مسعود حنفی نقشبندی چونڈی

سوالات جواب طلب از غیر مقلدین

(۱) نماز جمعہ عین ظہر ہے، یا غیر ظہر، اگر عین ظہر ہے تو اس میں تخلیف کیوں ہے؟ جمعہ دو رکعت ظہر چار رکعت، ظہر میں قرائت آہستہ جمعہ میں اونچی جمعہ سفر میں معاف ظہر نہیں، ظہر اکیلے درست جمعہ نہیں امن پر حکم ظہر کیوں نہیں اگر غیر ظہر ہے تو ناسخ ظہر بیان فرمائیں۔

(۲) صلوات خمسہ روزمرہ ہر مومن پر فرض ہیں یا نہیں اگر فرض ہیں تو کتنی رکعت؟

(۳) پانچ نمازیں پہلے فرض ہوئیں یا جمعہ، اگر صلوات خمسہ پہلے فرض ہوئیں تو بروز جمعہ ترک ظہر کے لئے کون سی دلیل ہے؟ اگر جمعہ پہلے فرض ہوا ہے تو قبل از فرضیت صلوات خمسہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں جمعہ ادا کرتے تھے؟ اکیلے پڑھتے تھے یا جماعت کے ساتھ جماعت میں شامل ہونے والے کون تھے اور مکہ شریف میں کیوں نہ آپ نے جمعہ پڑھا، نیز پھر ظہر اور جمعہ دونوں برحال فرض رہیں گی یا نہ؟

(۴) بروز جمعہ ظہر فرض ہے یا جمعہ اگر ظہر فرض ہے تو کتنی رکعت، اگر جمعہ فرض ہے تو جس کو نہ ملے وہ کیا کرے؟ جمعہ پڑھے یا ظہر، اگر جمعہ پڑھے تو دلیل بیان کریں اگر ظہر پڑھے تو کیوں؟ اس روز تو اس پر جمعہ ہی فرض تھا نہ کہ ظہر۔

(۵) نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنا شرط ہے، فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ اگر خطبہ

دورکعت کے قائم مقام ہے تو اس میں توجہ بہ قبلہ کیوں نہیں، اگر نماز مشرق کی طرف منہ کر کے پڑھی جائے تو کیا ادا ہو جائے گی؟

(۶) نصف خطبہ اگر ترک ہو جائے تو بعد سلام امام ایک رکعت قضا کی جائے یا ایک رکعت جمعہ کی پانے والا بعد سلام امام تین رکعت قضا کرے یا نہ؟

(۷) جماعت ظہر میں ایک رکعت پانے والا بعد سلام امام تین رکعت قضا کرے یا نہ؟

(۸) جمعہ مشروط بہ شرائط ادا ہے یا نہیں اگر ہے تو ایک شرط کے مفقود ہونے پر جمعہ ادا ہوگا یا نہ، فرض وقتی سے بری الذمہ ہوگا یا نہ اگر مشروط نہیں تو جمعہ اکیلے پڑھے گا، چاہے آبادی میں یا کسی سواری پر ہو یا کشتی میں جمعہ پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

(۹) جس مسجد میں جمعہ ہو چکا ہو وہاں چند آدمی آئیں تو کیا پڑھیں ظہر پڑھیں یا جمعہ، اذان واقامت سے پڑھیں یا نہیں؟

نوٹ:

منکرین ظہر بعد الجمعہ کو عموماً اور غیر مقلدین کو خصوصاً لازم ہے کہ ہر ایک سوال کا جواب قرآن وحدیث صحیح سے دیں ورنہ اپنے کام سے باز آئیں اور ظہر بعد جمعہ پڑھنی شروع کر دیں!

نوٹ:

مدت گذر گئی ہے میں نے یہ رسالہ اندر پریس میں طبع کے لئے دیا ہوا تھا وہاں مدت مزید کاپیاں لکھی ہوئی پڑی رہیں زیادہ دیر کی وجہ سے وہ پتھر پر بھی نہ لگ سکیں، بعدہ وہاں سے اصل کتاب لے کر پھر قومی پریس پر طبع کے لئے دیں اتنے عرصے میں یہ بھی سن لیا کہ سلیمان فوت ہو گیا ہے افسوس! صد افسوس کہ وہ زندہ نہ رہا

اب اس کے معاونین مخاطب سمجھے جائیں، وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی .

تقریظ

مجھے اخی مولانا مولوی حاجی محمد شریف صاحب کی تقریظ کے ساتھ پورا اتفاق ہے، حکیم خادم علی۔

جواب کا منتظر
محمد امام الدین حنفی قادری رضوی
کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ

